قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 16/ نومبر 2022ء | 20/ ربیع الثانی 1444 ہجری قمری | 16/ نبوت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:250

ارشاد باری تعالیٰ

وَاكۡتُبۡ لَنَا فِیۡ هٰذِهِ الدُّنۡیَا حَسَنَةً وَّفِی الۡاٰخِرَةِ اِنَّا هُدۡنَاۤ اِلَیۡكَ ؕ قَالَ عَذَابِیۡۤ اُصِیۡبُ بِهٖ مَنۡ اَشَآءُ ۚ وَرَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ كُلَّ شَیۡءٍ ؕ فَسَاَكۡتُبُهَا لِلَّذِیۡنَ یَتَّقُوۡنَ وَیُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ بِاٰیٰتِنَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾

(الاعراف: 157)

ترجمہ: اور ہمارے لئے اس دنیا میں بھی حَسَنَہ لکھ دے اور آخرت میں بھی۔ یقیناً ہم تیری طرف (توبہ کرتے ہوئے) آ گئے ہیں۔ اس نے کہا میرا عذاب وہ ہے کہ جس پر میں چاہوں اس کو وارد کر دیتا ہوں اور میری رحمت وہ ہے کہ ہر چیز پر حاوی ہے۔ پس میں اُس (رحمت) کو ان لوگوں کے لئے واجب کر دوں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں۔

فرمانِ رسولؐ

عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنۡ اَحَدٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوۡحِیۡ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیۡهِ السَّلَامَ

(ابوداؤد کتاب المناسك باب زيارة القبور)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجے گا اس کا جواب دینے کے لئے اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس لوٹا دے گا تا کہ میں اس کے سلام کا جواب دے سکوں۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

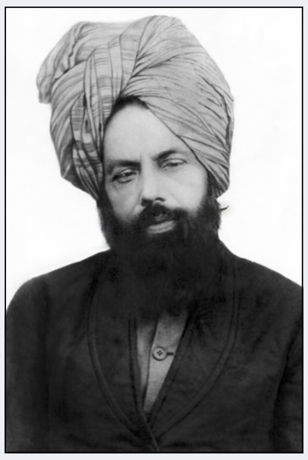

• انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔ تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خط و خال ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضاء ہیں جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں ان کو جہاں تک طاقت ہو ٹھیک ٹھیک محل ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبہ رہنا اور اسی کے مقابل پر حقوق عباد کا بھی لحاظ رکھنا یہ وہ طریق ہے کہ انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ لِبَاسُ التَّقْوٰی قرآن شریف کا لفظ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے۔ یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تا بمقدور کاربند ہو جائے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 209-210)

• ہمیشہ دیکھنا چاہئے کہ ہم نے تقویٰ و طہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ اس کا معیار قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متقی کے نشانوں میں ایک یہ بھی نشان رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو مکروہاتِ دنیا سے آزاد کر کے اس کے کاموں کا خود متکفل ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ فرمایا وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا ۙ﴿۳﴾ وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ (الطلاق: 3-4) جو شخص خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہر ایک مصیبت میں اس کے لئے راستہ مخلصی کا نکال دیتا ہے اور اس کے لئے ایسے روزی کے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے علم و گمان میں نہ ہوں۔ یعنی یہ بھی ایک علامت متقی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو نابکار ضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا۔ مثلاً ایک دوکاندار یہ خیال کرتا ہے کہ دروغ گوئی کے سوا اُس کا کام ہی نہیں چل سکتا۔ اِس لئے وہ دروغ گوئی سے باز نہیں آتا اور جھوٹ بولنے کے لئے وہ مجبوری ظاہر کرتا ہے۔ لیکن یہ امر ہرگز سچ نہیں۔ خدا تعالیٰ متقی کا خود محافظ ہو جاتا اور اُسے ایسے مواقع سے بچا لیتا ہے جو خلافِ حق پر مجبور کرنے والے ہوں۔ یاد رکھو جب اللہ تعالیٰ کو کسی نے چھوڑا، تو خدا نے اسے چھوڑ دیا۔ جب رحمان نے چھوڑ دیا۔ تو ضرور شیطان اپنا رشتہ جوڑے گا۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 8 ایڈیشن 1984ء)

فرمانِ خلیفۂ وقت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔ رحمت کا مطلب ہے نرم ہونا، مہربان ہونا، رحم کا ابھرنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا بندوں سے نرمی اور صرفِ نظر کا سلوک ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر مہربانی کا سلوک ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا رحم کا جذبہ اور یہ سلوک اتنا بڑھا ہوا ہے کہ جو ہر چیز پر حاوی ہے۔ اس کی رحمت میں رحمانیت اور رحیمیت شامل ہیں۔ یہ اس کی رحمانیت ہے کہ بن مانگے بھی بیشمار چیزیں دنیا میں انسان کے لئے پیدا کی ہیں اور رحیمیت کا پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے والوں اس کے احکام پر عمل کرنے والوں اس کے آگے جھک کر مانگنے والوں پر اظہار کرتا ہے۔ تو یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندوں کو عذاب دینا میری غرض نہیں ہے۔ بعضوں کو بڑی غلط فہمی ہوتی ہے کہ انسان کو اگر عذاب دینا ہے، سزا دینی ہے تو پیدا کیوں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری غرض یہ نہیں ہے۔ ہاں وہ لوگ میرے عذاب اور سزا کے مورد بنتے ہیں جو اپنے غلط عملوں کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں۔ لیکن میرا یہ عذاب بھی عارضی چیز ہے اور اصلاح اور احساس کے لئے ہے۔ حتیٰ کہ ایک وقت آئے گا کہ دوزخ والے بھی میری وسیع رحمت سے حصہ لیں گے اور ان کا عذاب بھی ختم ہو جائے گا۔ دوزخ کی سزا بھی ان کے غلط عملوں کی وجہ سے ملے گی اور پھر وہ ایک اصلاح کا ذریعہ بن جائے گی۔ تو اگر دیکھا جائے تو یہ سزا بھی اصلاح ہے۔ یہ سزا کا دور جو ہے یہ بھی ایک لحاظ سے رحمت ہے۔

(خطبہ جمعہ 8/ جون 2018ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- یا رب! ترے ہی فضل کا ہے آسرا مجھے (منظوم)
- احکام خداوندی
- معلّمین وقفِ جدید کے لئے مشعلِ راہ
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے
- سو سال قبل کا الفضل
- رویندر ناتھ ٹھاکر (ٹیگور)
- کتاب ہومیوپیتھی علاج بالمثل سے پیش کردہ روزمرہ کے نسخے

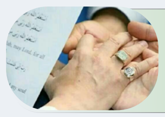

دربارِ خلافت

اسلامی کلچر کیا ہے؟

سوال: پیارے حضور! آج کل رشتوں کے موقع پر اسلامی تعلیمات کے برعکس فریقین کی طرف سے بہت سی ڈیمانڈ رکھی جاتی ہیں۔ جو رشتوں کے تقدس کو پامال کرتی ہیں۔ پیارے حضور! ہم اس چیز سے کس طرح بچ سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ’’یہ آج کل کی بات نہیں۔ یہ تو بہت پرانی باتیں ہیں۔حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں بھی اسی طرح تھا۔ ہر زمانے میں وہاں کے لحاظ سے اپنی اپنی ڈیمانڈ ہوتی تھی۔ ایک زمانہ ہوتا تھا کہ لڑکی سے کہا جاتا تھا کہ اتنا جہیز لے کر آؤ، اتنا زیور لے کر آؤ، یا اتنی چیزیں لے کر آؤ، اتنا پیسہ، کیش لے کر آؤ۔ یا لڑکے سے ڈیمانڈ کی جاتی تھی کہ لڑکا کیا کرتا ہے؟ اس کا گھر ہے یا نہیں؟ اس کی اچھی جاب ہے یا نہیں؟ اس طرح کی ڈیمانڈ تو آج کل بھی ہیں، پہلے بھی تھیں۔‘‘

حضور نے استفسار فرمایا کہ ’’کس طرح کی ڈیمانڈ رکھی جاتی ہیں؟‘‘

جس پر خادم نے جواب دیا کہ: ’’حضور بعض اوقات اگر آپ ملک سے باہر رشتہ کرتے ہیں، تو لڑکے والوں کی طرف سے یا لڑکی والوں کی طرف سے لڑکے یا لڑکی کو اس بات پر force کیا جاتا ہے کہ، جب آپ ادھر آئیں گے آپ کو اس کلچر کے مطابق رہنا پڑے گا بعض اوقات لڑکے جو ہیں اس چیز کو ناپسند کرتے ہیں۔‘‘

حضور نے فرمایا: ’’بات یہ ہے کہ کہو کہ ہم کلچر کے مطابق رہ لیں گے، لیکن وہ کلچر، جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا وہ کلچر جو اسلامی تعلیم سے clash نہ کرتا ہو۔ اسلام کہتا ہے کہ پانچ نمازیں پڑھو اور تم کہہ دو کہ کوئی نہیں نماز نہ بھی پڑھی تو کچھ نہیں ہوتا، تو یہ کلچر نہیں ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ روزے رکھو اور تم کہو روزے نہ بھی رکھو تو کچھ نہیں ہوتا، یہ کلچر نہیں ہے۔قرآن کریم نے عورتوں کو پردے کا حکم دیا ہے کہ حجاب اوڑھو، تو اگر وہ حجاب نہیں لیتی اور بغیر دوپٹہ کے کھلے گلے کے ساتھ بازاروں میں پھرتی ہے، تو یہ کلچر نہیں ہے۔ یہ اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ اس لیے پہلے ہی بتانا ہوگا۔لڑکیاں جو باہر سے آتی ہیں وہ کہہ کر آئیں کہ جو اسلامی تعلیم ہے اس کے مطابق زندگیاں گزاریں گی اور لڑکوں کو اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم لوگ رشتے کرتے ہو تو دنیا کو دیکھتے ہو، خوبصورتی کو دیکھتے ہو، دولت کو دیکھتے ہو، لیکن رشتہ کرنے کے لیے تم دین کو دیکھو۔ اگر لڑکے میں دین ہو گا تو وہ دین دار لڑکی کو تلاش کرے گا۔ اگر لڑکی دیندار ہو گی تو وہ دیندار لڑکے کو تلاش گی۔ اگر یہ ماحول پیدا ہو جائے تو پھر ہی صحیح اسلامی معاشرہ قائم ہوسکتا ہے۔لیکن یہ کہنا کہ ان ممالک میں جو so-called ترقی یافتہ ملک ہیں۔ ان میں پردہ نہیں ہوسکتا یا half-sleeved پہن کر لڑکیاں بازاروں میں پھرتی رہیں، دوپٹہ بھی گلے میں نہ ہو، کجا یہ کہ اسکارف۔ تو یہ چیزیں اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں اور پھر جو ایسی لڑکیاں ہیں۔ وہ جب مسجد میں آتی ہیں تو دوپٹہ اوڑھ کر آ جاتی ہیں۔ چلیں ٹھیک ہے کچھ نہ کچھ تو مسجد کا احترام ہے۔لیکن پھر ان میں منافقت ہوتی ہے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ لجنہ ان کی صحیح طرح تربیت کریں، ضرورت ہے کہ والدین ان کی صحیح طرح تربیت کریں، اسلام کی تعلیم کو اگر مانا ہے۔لڑکا اور لڑکی مسلمان کہلاتے ہیں تو پھر ان کو چاہئے کہ اسلامی تعلیم پر عمل بھی کریں۔ اگر اسلامی تعلیم پر عمل نہیں کر رہے تو پھر وہ مسلمان کہلانے کا بھی حق دار نہیں ہے۔ یہ جماعت احمدیہ کی تعلیم نہیں ہے یہ اسلام کی تعلیم ہے۔ جماعت احمدیہ کی کوئی تعلیم ایسی نہیں ہے جو قرآن کے خلاف ہو یا قرآن سے زائد ہو۔ جو بھی ہم کہتے ہیں، وہی کہتے ہیں جو قرآن کریم میں لکھا ہوا ہے۔ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ بڑے سخت ہیں۔مسلمان تو یہ کرتے ہیں۔مسلمان اگر نہ بگڑے ہوتے تو مسیح موعودؑ کے آنے کی ضرورت کیا تھی؟ اس لیے تو آئے، ہم نے اسی لئے تو حضرت مسیح موعودؑ کو مانا ہے اس لیے ہم نے مسلمانوں کی بگڑی ہوئی حالت کو ٹھیک کرنا ہے۔ یہ تو گھروں میں لڑکیوں کی تربیت کرتے ہوئے ماں باپ کو بھی خیال رکھنا چاہئے۔لڑکیوں کو خود دینی تعلیم حاصل کرنی چاہئے تا کہ ان کو پتہ لگے کہ ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ لڑکوں کو خود احساس ہونا چاہئے۔ جب تک یہ احساس خود نہیں ہو گا۔کوئی باہر سے آ کر تو نہیں ڈالے گا۔عہد کرتے ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ اگر صرف عہد کر کے چلے جاتے ہیں تو اس کا کیا فائدہ؟ منافقت ہے۔ جب عہد دوہرایا ہے تو پھر اس پر عمل کرو اور جب عمل کرو گے تو پھر نہ یہ رشتوں میں ڈیمانڈز ہوں گی، نہ تقدس کو پامال کیا جائے گا اور نہ کچھ اور بات ہو گی۔‘‘

(روزنامہ الفضل آن لائن 15/ ستمبر 2022ء)

یارب! ترے ہی فضل کا ہے آسرا مجھے

یا رب! ترے ہی فضل کا ہے آسرا مجھے
ورنہ تو من سے، خاک ہو، آئے صدا مجھے

تو ہے کریم و قادرِ مطلق مرے خدا
کرنی ہے بارگہ میں تری التجا مجھے

زادِ سفر نہیں ابھی اور وہ بھی دور ہیں
سَہ پاؤں گی یہ کیسے جدائی بتا مجھے

اُس دلربا کا سن کے چلی تھی جو گھر سے میں
رستے میں دیکھنی پڑی کرب و بلا مجھے

جن سے وصالِ یار کا پیارے ہو معجزہ
ایسے دعا کے لفظ تُو کر دے عطا مجھے

تُو نے خود اپنے ہاتھ سے ان کو بنایا ہے
تجھ کو اُنہی کا واسطہ، ان سے ملا مجھے

بے کل ہوں، بے قرار ہوں، آزارِ ہجر ہے
دیدار ان کا بخش کے، دے دے شفا مجھے

یعقوب کے ہیں اشک مرے دل کی آنکھ میں
تُو اپنے فضل سے مرا یوسف ملا مجھے

کنیز بتول نجمہ

صبیحہ محمود۔ جرمنی

احکام خداوندی

اللہ کے احکام کی حفاظت کرو۔ (الحدیث)

قسط 62

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح)

جہاد (حصہ چہارم)

جہاد میں دورانِ سفر چھان بین کرنے کا حکم اور جو کوئی سلام کرے اُسے مومن سمجھو

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا ضَرَبۡتُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَتَبَیَّنُوۡا وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ اَلۡقٰۤی اِلَیۡکُمُ السَّلٰمَ لَسۡتَ مُؤۡمِنًا ۚ

(النساء:95)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کر رہے ہو تو اچھی طرح چھان بین کر لیا کرو اور جو تم پر سلام بھیجے اس سے یہ نہ کہا کرو کہ تُو مومن نہیں ہے۔

(نوٹ: اس آیت میں دو احکام ہیں)

1. دورانِ سفر چھان بین کر لیا کرو۔
2. جو سلام کہے اسے مومن سمجھو۔

دورانِ جنگ کسی قسم کی زیادتی جائز نہیں

وَقَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ وَلَا تَعۡتَدُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ

(البقرہ:191)

اور اللہ کی راہ میں ان سے قتال کرو جو تم سے قتال کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ یقیناً اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

جنگ میں دشمن سے بھی انصاف کرنے کی تلقین

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ ۫ وَلَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا ۟ ھُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی ۫ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ

(المائدہ:9)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

جنگ میں معاہدات کی پابندی لازمی ہے

اِلَّا الَّذِیۡنَ عٰھَدۡتُّمۡ مِّنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ثُمَّ لَمۡ یَنۡقُصُوۡکُمۡ شَیۡئًا وَّلَمۡ یُظَاھِرُوۡا عَلَیۡکُمۡ اَحَدًا فَاَتِمُّوۡۤا اِلَیۡھِمۡ عَھۡدَھُمۡ اِلٰی مُدَّتِھِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُتَّقِیۡنَ ۝۴

(التوبہ:4)

سوائے مشرکین میں سے ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ تم نے معاہدہ کیا پھر انہوں نے تم سے کوئی عہد شکنی نہیں کی اور تمہارے خلاف کسی اور کی مدد بھی نہیں کی۔ پس تم اُن کے ساتھ معاہدہ کو طے کردہ مدت تک پورا کرو۔ یقیناً اللہ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔

اِلَّا الَّذِیۡنَ یَصِلُوۡنَ اِلٰی قَوۡمٍۭ بَیۡنَکُمۡ وَبَیۡنَھُمۡ مِّیۡثَاقٌ اَوۡ جَآءُوۡکُمۡ حَصِرَتۡ صُدُوۡرُھُمۡ اَنۡ یُّقَاتِلُوۡکُمۡ اَوۡ یُقَاتِلُوۡا قَوۡمَھُمۡ ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰہُ لَسَلَّطَھُمۡ عَلَیۡکُمۡ فَلَقٰتَلُوۡکُمۡ ۚ فَاِنِ اعۡتَزَلُوۡکُمۡ فَلَمۡ یُقَاتِلُوۡکُمۡ وَاَلۡقَوۡا اِلَیۡکُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰہُ لَکُمۡ عَلَیۡھِمۡ سَبِیۡلًا

(النساء:91)

سوائے ان لوگوں کے جو ایسی قوم سے نسبت رکھتے ہیں جن کے اور تمہارے درمیان عہد و پیمان ہیں۔ یا وہ اس حالت میں تمہارے پاس آئیں کہ ان کے دل اس بات پر انقباض محسوس کرتے ہوں کہ تم سے لڑیں یا خود اپنی ہی قوم سے لڑیں اور اگر اللہ چاہتا تو ان کو تم پر مسلط کر دیتا پھر وہ ضرور تم سے قتال کرتے۔ پس اگر وہ تم سے الگ رہیں پھر تم سے قتال نہ کریں اور تمہیں امن کا پیغام دیں تو پھر اللہ نے تمہیں ان کے خلاف کوئی جواز نہیں بخشا۔

ایسے کفار جو دینی اختلاف کے باوجود نہ لڑیں ان سے حسنِ سلوک کی تلقین

لَا یَنۡھٰٮکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یُقَاتِلُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَلَمۡ یُخۡرِجُوۡکُمۡ مِّنۡ دِیَارِکُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡھُمۡ وَتُقۡسِطُوۡۤا اِلَیۡھِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ

(الممتحنۃ:9)

اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں قتال نہیں کیا اور نہ تمہیں بے وطن کیا کہ تم اُن سے نیکی کرو اور اُن سے انصاف کے ساتھ پیش آؤ۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

تکبر و ریاکاری سے راہِ خدا میں روکنے والوں کا بیان

وَلَا تَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ خَرَجُوۡا مِنۡ دِیَارِھِمۡ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَیَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا یَعۡمَلُوۡنَ مُحِیۡطٌ

(الانفال:48)

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کی خاطر نکلے اور وہ اللہ کی راہ سے روک رہے تھے اور اللہ اسے گھیرے میں لئے ہوئے تھا جو وہ کرتے تھے۔

راہِ خدا میں مارے جانے والے مُردہ نہیں

وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ یُّقۡتَلُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتٌ ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ وَّلٰکِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ

(البقرہ:155)

اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مُردے نہ کہو بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

فی سبیل اللہ قتال میں مرنے والے شہید ہیں

وَلِیَعۡلَمَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَیَتَّخِذَ مِنۡکُمۡ شُھَدَآءَ

(آل عمران:141)

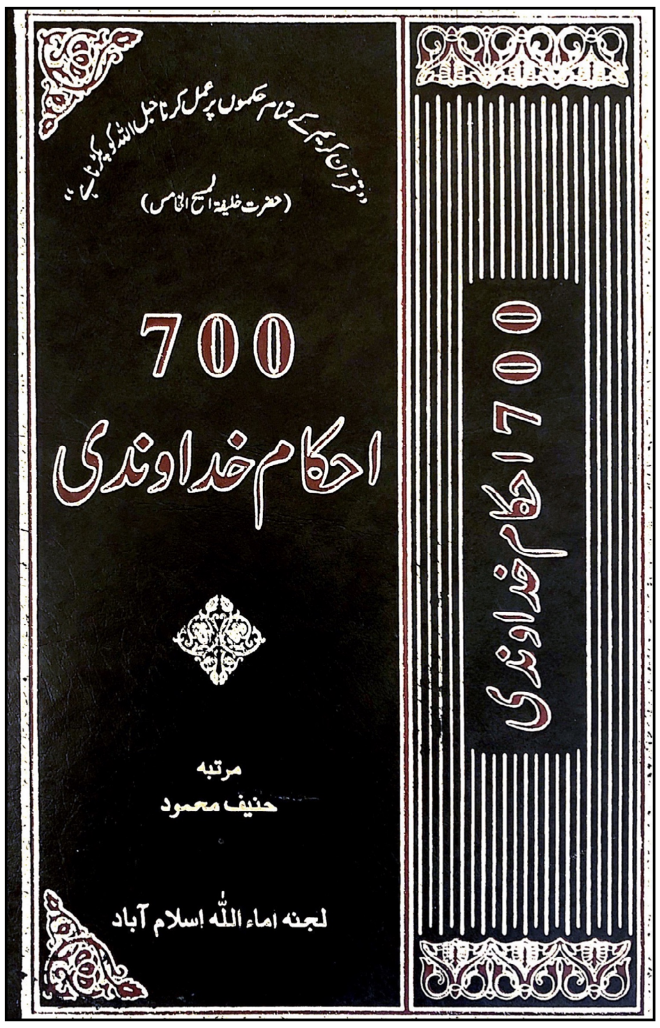

اللہ جانچ لے ان کو جو ایمان لائے اور تم میں سے بعض کو شہیدوں کے طور پر اپنا لے۔

جنگی قیدیوں کے بارے میں احکام

فَاِذَا لَقِیۡتُمُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فَضَرۡبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَثۡخَنۡتُمُوۡھُمۡ فَشُدُّوا الۡوَثَاقَ ٭ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعۡدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰی تَضَعَ الۡحَرۡبُ اَوۡزَارَھَا ۚ۟ۛ ذٰلِکَ ؕۛ وَلَوۡ یَشَآءُ اللّٰہُ لَانۡتَصَرَ مِنۡھُمۡ وَلٰکِنۡ لِّیَبۡلُوَا۠ بَعۡضَکُمۡ بِبَعۡضٍ ؕ وَالَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَلَنۡ یُّضِلَّ اَعۡمَالَھُمۡ

(محمد:5)

پس جب تم ان لوگوں سے بِھڑ جاؤ جنہوں نے کفر کیا تو گردنوں پر وار کرنا یہاں تک کہ جب تم ان کا بکثرت خون بہا لو تو مضبوطی سے بندھن کسو۔ پھر بعد ازاں احسان کے طور پر یا فدیہ لے کر آزاد کرنا یہاں تک کہ جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے۔ ایسا ہی ہونا چاہیے اور اگر اللہ چاہتا تو خود ان سے انتقام لیتا لیکن غرض یہ ہے کہ وہ تم میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ آزمائے اور وہ لوگ جنہیں اللہ کی راہ میں سخت تکلیف پہنچائی گئی، ان کے اعمال وہ ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔

(نوٹ: اس آیت میں جنگ میں آنے والے قیدیوں سے سلوک کے بارے میں درج ذیل احکام ہیں)

1. فَضَرۡبَ الرِّقَابِ حملہ کرنے والوں کی گردنوں پر وار کرنا۔
2. فَشُدُّوا الۡوَثَاقَ قیدیوں کی خوب مشکیں کسو۔

جنگ ختم ہونے پر قیدیوں پر احسان کرتے ہوئے چھوڑ دو۔

یا تاوانِ جنگ (فدیہ) لے کر چھوڑ دو

خونریز جنگ کے بغیر قیدی بنانا منع ہے

مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنۡ یَّکُوۡنَ لَہٗۤ اَسۡرٰی حَتّٰی یُثۡخِنَ فِی الۡاَرۡضِ

(الانفال:68)

کسی نبی کے لئے جائز نہیں کہ زمین میں خونریز جنگ کئے بغیر قیدی بنائے۔

(700 احکام خداوندی از حنیف احمد محمود صفحہ 456-460)

ندیم احمد فرخ

معلمین وقفِ جدید کے لئے مشعلِ راہ

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ

قسط چہارم۔ آخری

حضرت مسیح موعودؑ قبولیت دعا کے سلسلہ میں باباغلام فرید کے بارے میں فرماتے ہیں۔

’’باواغلام فرید ایک دفعہ بیمار ہوئے اور دعا کی مگر کچھ بھی فائدہ نظر نہ آیا۔تب آپ نے اپنے شاگرد کو جو نہایت ہی نیک مرد اور پارسا تھے (شاید شیخ نظام الدین یا خواجہ قطب الدین) دعا کے لئے فرمایا۔انہوں نے بہت دعا کی مگر پھر بھی کچھ اثر نہ پایا گیا۔یہ دیکھ کر ایک رات انہوں نے بہت دعا مانگی کہ اے میرے خدا اس شاگرد کو وہ درجہ عطاء فرما کہ اس کی دعائیں قبولیت کا درجہ پائیں اور صبح کے وقت ان کو کہا کہ آج ہم نے تمہارے لئے یہ دعا مانگی ہے۔یہ سن کر شاگرد کے دل میں بہت ہی رقت پیدا ہوئی اور اس نے اپنے دل میں کہا کہ جب انہوں نے میرے لئے ایسی دعا کی ہے تو آؤ پہلے انہیں سے شروع کرو اور انہوں نے اس شور سے دعا مانگی کہ باواغلام فرید کو شفاء ہوگئی۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 182)

نیز آپ فرماتے ہیں:

جتنے بھی بزرگ اور اولیاء گزرے ہیں وہ سب مجاہدات اور ریاضیات میں اپنے اوقات گزارتے تھے۔دیکھو باوا فرید صاحب اور جتنے بھی اولیاء اور ابدال گزرے ہیں یہ سب گروہ ایک وقت تک خاص ریاضات اور مجاہدات شاقہ کرنے کی وجہ سے ان مدارج پر پہنچے اور ان لوگوں نے بڑی سختی سے اور پورے طور پر اتباع سنت کی۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 509)

نام و نسب اور ولادت

حضرت بابا فریدؒ صاحب کا شجرہ نسب والد کی طرف سے سیدنا فاروق اعظمؓ سے ملتا ہے آپ کے دادا شعیب چنگیز خان کے حملہ کے دوران کابل سے ہجرت کر کے قصور آئے تھے (اسلامی انسائیکلو پیڈیا صفحہ 1240 زیر لفظ فرید الدین گنج شکرؒ) اپنے تین بیٹوں کے ہمراہ سامان لے کر شہاب الدین غوری کے زمانہ میں ترک وطن کر کے ہندوستان آئے۔آپ کابل کے بادشاہ فرخ شاہ کے خاندان سے تھے آپ کے والد کا نام شیخ جمال الدین سلمان ہے آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی قرسم خاتون تھا۔پہلے لاہور میں قیام کیا پھر قصور اور پھر ملتان چلے گئے اور بالآخر موضع کھتووال میں مقیم ہوگئے۔آپ کی پیدائش موضع کھتوال ضلع ملتان جو اب ضلع وہاڑی میں شامل ہے 575ھ میں ہوئی۔بعض کے نزدیک 569ھ میں والدین نے نام مسعود رکھا۔فرید الدین کہنے کی وجہ یہ بیان کیا جاتی ہے کہ یہ لقب آپ کو فرید الدین عطار نے دیا تھا اور بعض کے نزدیک خدا تعالیٰ نے آپ کو فرید الدین کے لقب سے نوازا ہے لیکن عام طور پر بابا یا باوا فرید گنج شکر کے لقب سے مشہور ہیں۔شیریں بیانی، مسحور کن انداز گفتگو اور فصاحت سے لوگوں پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اسی وجہ سے آپ کا لقب گنج شکر مشہور ہوا۔آپ کے بچپن میں ہی والد بزرگوار دار فانی سے کوچ کر گئے۔

حالات زندگی

باباصاحب کی ابتدائی تعلیم و تربیت والدین کی نگرانی میں ہوئی آپ کی والدہ بھی انتہائی نیک اور پارسا خاتون تھیں۔آپ نے 12 سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا اور عربی اور فارسی کے ساتھ ساتھ دینی کتب کا مطالعہ بھی کرتے رہے اور مزید تعلیم کے حصول کے لئے آپ 15سال کی عمر میں ملتان چلے گئے جہاں آپ نے مولانا منہاج الدین سے فقہ کی مشہور کتاب نافع پڑھی اور دیگر علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کی۔بعد ازاں قندھار چلے گئے جہاں آپ نے پانچ سال قیام کیا اور علوم دینیہ میں مزید پختگی حاصل کرنے کے بعد آپ دوبارہ ملتان تشریف لے آئے۔

واقعات زندگی

آپ ملتان میں ہی تھے کہ حضرت خواجہ بختیار کاکی دہلی جاتے ہوئے ملتان میں رکے تو بابا صاحب کو آپ کی زیارت نصیب ہوئی اور خواجہ صاحب سے مختصر گفتگو کے بعد آپ کو بیعت کی سعادت نصیب ہوئی۔جب خواجہ صاحب دہلی روانہ ہونے لگے تو باباصاحب نے بھی دہلی جانے کی خواہش کا اظہار کیا مگر خواجہ صاحب نے اجازت نہ دی اور بڑے پیار سے فرمایا کہ بیٹا اپنی تعلیم مکمل کر کے دہلی آجانا۔

آپ حضرت خواجہ معین الدینؒ چشتی سے فیض یافتہ تھے اور اور حضرت قطب الدینؒ بختیار کاکی کے مرید اور خلیفہ تھے۔

سیاحت

آپ نے غزنی، بخارا، شام، سیستان، بدخشان، قندھار، اور بغداد کی سیاحت کی اور ان مقامات کے مشائخ و عظماء سے ملاقاتیں کیں۔جن میں شیخ شہاب الدین سہروردیؒ حضرت شیخ سیف الدین خضریؒ حضرت شیخ سعید الدین جمویؒ حضرت شیخ بہاء الدین زکریاؒ، حضرت شیخ اوحد الدین کرمانیؒ، حضرت شیخ فرید الدینؒ عطار شیخ الاسلام اجل شیرازی، شیخ شہاب الدینؒ کے علاوہ بھی بہت سے بزرگان ہیں۔

طویل سیاحت کے بعد جب وطن واپس لوٹے تو سیدھے دہلی میں اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ بختیارؒ کاکی کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور پھر ان کی ہدایت کے مطابق ریاضتوں اور مجاہدات میں لگ گئے۔

کچھ مدت بعد حضرت بختیارؒ کاکی کے مرشد معین الدین چشتی اجمیریؒ دہلی تشریف لائے اور بابا صاحب کی ریاضت و عبادت سے بہت خوش ہوئے۔چنانچہ دونوں بزرگوں نے باباصاحب کو اپنی باطنی فیوض وبرکات سے نوازا۔کہا جاتا ہے کہ برصغیر پاک وہند میں سلسلہ چشتیہ کی بنیاد معین الدین چشتیؒ نے رکھی اور اس کی تجدید میں شیخ فرید الدینؒ گنج شکرؒ نے اہم کردار ادا کیا۔

(اسلامی انسائیکلو پیڈیا صفحہ 1241 زیر لفظ فرید الدین گنج شکرؒ)

ہانسی اور اجودھن

کچھ مدت دہلی میں قیام کے بعد آپ اپنے مرشد سے اجازت سے لے کر ہانسی چلے گئے روانگی کے وقت حضرت خواجہ بختیارؒ کاکی صاحب نے اپنا عصا اور اپنا جائے نماز ان کو عطاء کیا اور فرمایا: ’’تم میرے بعد میرے خلیفہ ہوگے۔‘‘ خواجہ صاحب کی وفات پر آپ دہلی گئے۔آپ مرشد کی مسند کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے لیکن وہاں کی مصروفیات کی وجہ سے آپ کی ریاضت و عبادت میں کمی آگئی تھی اس لئے آپ نے دہلی چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔دہلی سے آپ ہانسی چلے گئے مگر وہاں بھی آپ کو سکون میسر نہ آیا چنانچہ آپ نے گوشہ نشینی میں عبادت کرنے کے لئے اجودھن کا انتخاب کیا اور پھر تادم مرگ وہیں قیام کیا۔اجودھن آج پاکپتن کے نام سے مشہور ہے۔

باباجی نے اپنی زندگی کے آخری ایام پاک پتن میں گزارے آپ کے اثر صحبت سے نواحی علاقہ کے غیر مسلم جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے۔ساندل بار کے متعدد جاٹ قبائل کا دعویٰ ہے کہ ان کے اجداد نے بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا... آپ کی شہرت ان کی زندگی میں ہی برصغیر پاک و ہند سے باہر دور دور کے ملکوں میں پہنچی تھی۔چنانچہ مشہور مراکشی سیاح ابن بطوطہ جو شیخ صاحب کی وفات کے 65 سال بعد اجودھن آیا اپنے سفر نامے میں دو مقامات پر شیخ صاحب کا ذکر کرتا ہے۔

(بحوالہ دائرہ معارف اسلامیہ جلد 15 صفحہ 341 زیر لفظ فرید الدین گنج شکر)

باباجی کی جب شہرت دور دور تک پھیل گئی تو لوگ دور دور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے تھے لیکن یہاں کے حاکم اور لوگ آپ کو تنگ کرنے لگے اور اس کے علاوہ تنگ خیال مولوی صاحبان بھی آپ کے مخالف ہوگئے تھے اور وہاں کا قاضی بھی حاسد تھا۔الغرض تمام لوگوں نے باباجی کو تنگ کرنے کی ہرممکن کوشش کی مگر ان تمام حالات کو باباجی نے کمال صبر کے ساتھ برداشت کیا۔مگر جب مخالفین اپنی کوششوں میں ناکام رہے تو انہوں نے باباجی کے قتل کا منصوبہ بھی بنایا۔

(اولیائے پاکستان صفحہ 301)

باباجی کے ساتھ سلطان بلبن کی خاص عقیدت تھی وہ کئی بار اجودھن آیا اور باباصاحب سے فیض حاصل کیا۔ایک مرتبہ وہ آیا اور اس نے عرض کی کہ بیگمات بھی آپ کی زیارت کی شدید خواہش مند ہیں اگر آپ زحمت فرما کر دہلی چلیں تو نوازش ہوگی۔باباجی کہیں جاتے نہ تھے مگر سلطان بلبن کی محبت کے باعث دہلی گئے باباجی کا سلطان بلبن کی طرف سے بھر پور استقبال کیا گیا اور کچھ دن وہاں قیام کیا اور قیام کے دوران ہی سلطان بلبن نے اپنی بیٹی کا رشتہ باباصاحب کو قبول کرنے کی درخواست کی جسے باباصاحب نے قبول فرمالیا اور شہزادی سے شادی ہوگئی۔شہزادی نے بھی شاہی زندگی ترک کر کے سادہ زندگی اختیار کرلی اس کے بطن سے پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں باباجی کی تمام اولاد اسی زوجہ سے تھی اس کے علاوہ بھی باباجی نے دو شادیاں اور کی تھیں۔

گنج شکر کی وجہ تسمیہ

آپ گنج شکر کے نام سے بھی معروف ہیں اس کی مختلف وجوہات مختلف کتب میں بیان ہوئی ہیں۔

ابھی آپ بچے ہی تھے کہ والد کا انتقال ہوگیا والدہ محترمہ نے اپنے بچے کی تربیت کی۔نماز کی پابندی کرانے کے لئے حضرت کی والدہ جائے

نماز کے نیچے شکر کی پڑیاں رکھ دیا کرتی تھیں اور اپنے بچے مسعود سے فرمایا کرتی تھیں جو بچے نماز پڑھتے ہیں ان کی جائے نماز کے نیچے سے روزانہ ان کو شکر مل جاتی ہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ والدی شکر کی پڑیاں رکھنا بھول گئیں اور انہوں نے گھبرا کر حضرت سے کہا مسعود تم نے نماز پڑھی یا نہیں حضرت نے جواب دیا ہاں اماں نماز پڑھ لی اور شکر کی پڑیاں بھی مل گئیں یہ جواب سن کر والدہ کو بہت تعجب ہوا اور وہ سمجھیں کہ اس بچے کی غیب سے مدد ہوتی ہے اور اس وقت سے انہوں نے اپنے بچے مسعود کو شکر بار اور شکر گنج کہنا شروع کیا...

(ملخص از اولیائے پاکستان صفحہ 289)

سیر العارفین کے مؤلف کا بیان ہے کہ آپ اپنے مرشد حضرت قطب الدین بختیار کاکی سے تربیت حاصل کرنے کے دوران ایک مرتبہ ان کی خدمت میں جاتے ہوئے کیچڑ سے پھسل کر گر پڑے اور کچھ مٹی منہ میں چلی گئی اور قدرت خداوندی سے وہی مٹی شکر بن گئی آپ کے مرشد نے یہ واقعہ سن کر فرمایا کہ اگر مٹی تمہارے منہ میں شکر بن گئی تو تم ہمیشہ شیریں رہو گے اس کے بعد گنج شکر مشہور ہو گئے۔

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ ایک بار آپ نے متواتر روزے رکھے تھے اور افطاری کے وقت کوئی چیز نہ ملی اور اسی حالت میں سنگ ریزے منہ میں رکھ لئے تو وہ خدا کی قدرت سے شکر ہو گئے جب اس کی اطلاع حضرت خواجہ بختیار کاکی تک پہنچی تو آپ نے فرمایا فرید الدین گنج شکر ہے۔

(ملخص از مجلس صوفیاء صفحہ 330)

وفات اور اولاد

وصال سے قبل آپ کی صحت کچھ خراب ہوگئی تھی آپ کو انتڑیوں کا مرض لاحق ہوگیا تھا۔ (اولیائے پاکستان صفحہ 303)

5؍ محرم الحرام کی شب کو آپ پر مرض کی شدت طاری ہوگئی عشاء کی نماز باجماعت پڑھنے کے بعد بے ہوش ہو گئے پھر جب ہوش آیا تو پوچھا میں نے نمازِ عشاء پڑھ لی ہے؟ حاضرین نے کہا جی پڑھ لی ہے آپ نے فرمایا ایک مرتبہ پھر پڑھ لوں پھر نا جانے کیا ہو گا۔ پھر بے ہوش ہو گئے پھر جب ہوش آیا تو پوچھا میں نے نماز عشاء پڑھ لی ہے؟ حاضرین نے جواب دیا دو بار پڑھ لی ہے آپ نے فرمایا ایک مرتبہ پھر پڑھ لوں پھر نا جانے کیا ہوگا۔ غرض تیسری بار نماز پڑھنے کے بعد یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ کہتے ہوئے اس دنیائے فانی سے 5؍ محرم الحرام 670ھ کو کوچ کر گئے۔ آپ کا وصال پاک پتن میں ہوا اور پاکپتن میں ہر سال محرم کی پانچ تاریخ کو آپ کا عرس منایا جاتا ہے۔ آپ نے چار شادیاں کیں جن سے خدا تعالیٰ نے آپ کو پانچ لڑکوں اور تین لڑکیوں سے نوازا۔ پہلی شادی سلطان غیاث الدین بلبن کی بیٹی سے ہوئی آپ کی وفات کے بعد آپ کے بیٹے بدر الدین سلیمان آپ کے جانشین بنے آپ کے دوسرے بیٹوں کے نام شیخ نصیر الدین نصر اللہ، شیخ شہاب الدین، شیخ نظام الدین، شیخ یعقوب ہیں۔

سیرت

آپ شہرت کو پسند نہیں کرتے تھے، تحمل، بردباری، قناعت، توکل اور تقویٰ میں بلند مقام رکھتے تھے آپ کی کرامات اور خارق عادت واقعات کو کثرت سے آپ کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے۔

آپ کے گھر میں فقر و فاقہ رہتا تھا جب آپ کا وصال ہوا گھر میں کفن کے لئے پیسہ نہ تھا مکان کا دروازہ توڑ کر اس کی اینٹیں قبر پر لگائی گئیں۔

(فوائد الفوائد صفحہ 173 بحوالہ آئینہ تصوف صفحہ 62)

آپ کے پاس ایک کمبل تھا جو اتنا چھوٹا تھا کہ پیروں پر ڈالتے تو سر کھل جاتا اور سر پر ڈالتے تو پاؤں کھل جاتے۔ توکل کا یہ حال تھا جو بھی آتا اسے تقسیم کر دیتے تھے۔

(آئینہ تصوف صفحہ 62)

باوجود اس کے کہ آپ کے مریدین میں بہت سے مال و دولت والے لوگ شامل تھے مگر آپ نے کبھی بھی کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا اور مال و دولت کی بجائے رضائے الٰہی اور فقر کا انتخاب کیا۔ حالانکہ آپ کے سسر سلطان بلبن بادشاہ وقت تھے مگر کوئی منفعت ان سے حاصل نہ کی۔ بابا فرید الدین مسعودؒ گنج شکر کی طبیعت میں بہت زیادہ نرمی، شفقت، تواضع اور انکسار تھا۔

شاگرد و تصانیف

آپ نے فوائد السالکین کے نام سے اپنے پیر و مرشد کے ملفوظات جمع کئے ہیں۔ رسالہ ''موجود وجود'' رسالہ گفتار اور الٰہی نامہ بھی آپ کی ہی تصانیف بتائی جاتی ہیں۔

شاعری

باوا جی کی شاعری بھی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے جب آپ کا قیام دہلی میں تھا تو اس دوران آپ فارسی زبان میں شاعری کرتے تھے اور جب آپ اجودھن (پاک پتن) تشریف لے گئے تو آپ نے فارسی زبان میں شاعری کی اور آپ کا مقصد صرف یہ تھا کہ لوگوں کو اپنے دین کا پیغام دین اور خدا کی طرف بلائیں مگر بدقسمتی سے آپ کا کلام محفوظ نہ رہ سکا۔ ہانسی میں قیام کے دورن میں اردو زبان میں کہا گیا ایک شعر ہے کہ

وقت سحر وقت مناجات ہے
خیز دراں وقت کہ برکات ہے

پنجابی زبان میں کہے گئے اشعار کا مکمل کلام تو جمع نہ ہو سکا البتہ گرو ارجن دیو نے آپ کے ایک سو تیس کے قریب اشعار گرو گرنتھ میں محفوظ کر کے ایک محدود کلام کو محفوظ کرلیا ہے۔ گرو گرنتھ سے اور لوگوں کو جو اشعار یاد ہوا کرتے تھے ان اشعار کو جمع کر کے فیروز سنز نے ''کلام بابا فرید گنج شکر'' کے نام سے آپ کا کلام شائع کیا ہے۔

فریدا خاک نہ نندیے! خاک جیہا نہ کوء
جیوندیاں پیراں تلے مویا اُپر ہوء
روکھی سکھی کھا کے ٹھنڈا پانی پی
دیکھ پرائی چوپڑی نہ ترسائیں جی
صبر منجھ کمان اے صبر کا نیہنو
صبر سندا بان خالق خطا نہ کری

صبر ہی کمان ہے صبر ہی کمان کا چلا ہے صبر ہی تیر ہے جسے خدا خطا نہیں جانے دیتا۔ صبر کا تیر نشانہ پر ضرور لگتا ہے۔

سبھنا من مانک ٹھاہن مول مچانگوا
جے تو پریا دی سک ہیاؤ ٹھاہیں کہیں دا

سب کا دل موتی ہوتا ہے اس کا توڑنا اچھا نہیں اگر تو محبوب سے ملنے کی خواہش رکھتا ہے تو کسی کا دل نا توڑ۔

تعلیمات

- کلام پاک کی تلاوت سے بہتر اور افضل کوئی عبادت نہیں۔
- طمانیت قلب چاہتے ہو تو حسد سے دور رہو۔
- خودی کی تکمیل اس عبادت سے ہوتی ہے جس میں ظاہر و باطن دونوں سربسجود ہوں۔
- وہی دل حکمت و دانش کا مخزن بن سکتا ہے جو دنیا کی محبت سے خالی ہو۔
- انسان کی تکمیل تین چیزوں سے ہوتی ہے۔ خوف، امید اور محبت۔
- خوف گناہ سے بچاتا ہے۔ امید اطاعت پر آمادہ کرتی ہے اور محبت میں محبوب کی رضا کو دیکھنا پڑتا ہے۔
- درویش وہ ہے جو زبان، آنکھ اور کان بند رکھے یعنی بری بات نا سنے نا کہے اور نا دیکھے۔
- مصیبت کو محبوب (اللہ) کی طرف سے عطیہ سمجھو محبت کا تقاضا یہی ہے۔
- محبت کے سات سو مقام ہیں پہلا مقام یہ ہے کہ جو بلا دوست کی طرف سے اُس پر نازل ہو اس پر صبر کرے۔
- زندہ دل وہ ہے جس میں محبت خدا ہو۔
- اگر زندگی ہے تو علم میں، اگر راحت ہے تو معرفت میں، اگر شوق ہے تو محبت میں، اگر ذوق ہے تو ذکر میں۔
- توبہ کی چھ قسمیں ہیں اول دل اور زبان سے توبہ کرنا، دوسری آنکھ کی، تیسری کان کی، چوتھی ہاتھ کی، پانچویں پاؤں کی، چھٹی نفس کی۔
- آپ نے فرمایا ہے کہ درویش کو چار باتیں اختیار کر لینی ضروری ہیں۔ آنکھیں بند کر لینا کہ لوگوں کے عیوب نہ دیکھ سکیں۔ کانوں کو بند کر لینا کہ بری باتیں نہ سن سکیں۔ زبان کو گنگ کر لینا کہ نا قابل ذکر باتیں نہ بول سکے۔ پاؤں کو لنگڑا کر لے کہ جب اس کا نفس برے کام کے لئے جانا چاہے تو نہ جائے اگر کسی درویش میں یہ چار باتیں نہیں تو وہ جھوٹا ہے۔
- درویش کو اتنا متحمل (تحمل کا اظہار کرنے والا) ہونا چاہئے کہ اگر کوئی شخص اس کی گردن پر تلوار بھی رکھے تو وہ اس کے لئے بد دعا نہ کرے۔
- درویش کا زہد تین چیزوں میں ہے۔ دنیا کا جاننا اور اس سے کنارہ کش ہو جانا۔ اپنے مالک حقیقی کی بندگی کرنا اور اس کے آداب کا لحاظ رکھنا۔ آخرت کی آرزو اور اس کی طلب کرنا۔

دعا کا تحفہ

روزمرہ کی ایک دعا

راہ چلتے یا مجلس اور گھر میں آتے جاتے السلام علیکم کی دعا دینی چاہئے۔ چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور سوار پیدل کو سلام کرے۔ مکمل سلام کی دعا جس پر سلام کرنے والے کے لئے تیس نیکیوں کا اجر ہے یہ ہے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

یعنی تم پر سلامتی، اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔

سننے والے کو بھی جواب میں وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ کہنا چاہیے۔

(ابوداؤد الصلوۃ)

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 83)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جا سکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں

قسط 69

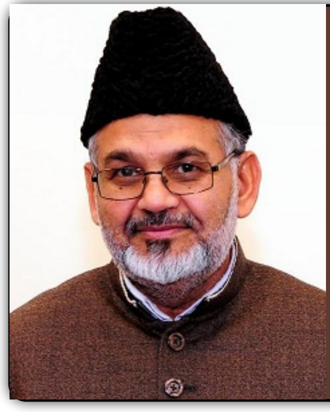

مکرم عبد الستار خان، مبلغ سلسلہ کولمبیا (ساؤتھ امریکہ) لکھتے ہیں:

مکرم مولانا سید شمشاد احمد ناصر مبلغ امریکہ کے مضامین ”تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جا سکتا ہے، ذاتی تجربات کی روشنی میں“ کی 66ویں قسط روزنامہ الفضل آن لائن مؤرخہ 29/ اکتوبر 2022ء میں شائع ہوئی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ محترم مولانا موصوف کے جملہ مضامین داعیان الیٰ اللہ، مربیان سلسلہ اور احباب جماعت کے لیے تبلیغ کے سلسلہ میں بہترین مشعل راہ ہیں۔ مولانا سید شمشاد ناصر صاحب نے حالات کی مناسبت سے نہایت پُرحکمت انداز میں وقتاً فوقتاً یہ مضامین تحریر کیے جو امریکہ اور پاکستان کے مختلف اخبارات و رسائل کو بھجوائے جاتے رہے اور اشاعت کی زینت بنتے رہے۔ ان مضامین کی خصوصیت یہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے علم کلام کی روشنی میں ہستی باری تعالیٰ، صداقت قرآن کریم، سیرۃ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء احمدیت کے خطبات و تقاریر کا خلاصہ، پاکستان و دیگر ممالک کے احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی داستان بار بار بیان کی جاتی رہی۔ نیز مخالفین احمدیت کے بد انجام کا تذکرہ اور اخلاق و تربیتی امور پر سیر حاصل بحث کی جاتی رہی۔ اس طرح امریکہ، پاکستان بلکہ دیگر ممالک کے لاکھوں افراد تک اسلام و احمدیت کا حقیقی پیغام پہنچا۔ اکثر مضامین انگلش و اردو زبان میں شائع ہوئے جبکہ بعض مضامین عربی ممالک میں عربی زبان میں شائع ہوئے۔

ان مضامین سے ہماری موجودہ نسل بھی فائدہ اٹھا سکتی ہے اور خاص طور پر ہمارے مربیان اور واقفین زندگی بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح پریس اور میڈیا سے اس زمانہ میں فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا ہے۔

سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم مولانا صاحب موصوف کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور داعیان الی اللہ و احباب جماعت کو ان سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ امریکن قوم۔ ایک اور بات کی بھی خاص طور پر مبارکباد کی مستحق ہے کہ امریکن آئین نہیں ہر قسم کی آزادی بلاتفریق اور بلا امتیاز مہیا کرتا ہے۔ اصل میں تو یہ ایک مسلمان کا فخر تھا۔ کہ اسلام ہر ایک کو بلا امتیاز و تفریق آزادی ضمیر، آزادی مذہب اور آزادی خیالات کا اظہار عطا کرتا ہے۔ لیکن اس عیسائی حکومت یا سیکولر حکومت نے جہاں اکثریت عیسائیوں کی ہے سب قوموں کو آزادی دے رکھی ہے جب کہ اسلام نے یہ آزادی سب سے پہلے دی مگر مسلمان اور اسلامی ممالک اب تک یہ آزادی دینے کو نہ تیار ہیں اور نہ ہی آزادی دینے کے حق میں ہیں۔

قائد اعظم محمد علی جناح نے بھی خواب دیکھا۔ جو کہ پاکستان کا تھا انہوں نے اپنی ایک تقریر میں وطن عزیز کے لوگوں کو بتایا کہ یہاں ہر ایک کو آزادی حاصل ہوگی۔ تم آزاد ہو، مندر جانے میں، آزاد ہو ٹیمپل جانے میں تم آزاد ہو مساجد میں جانے کے لئے۔ تم سب برابر ہو۔ ریاست کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہے مگر قائد اعظم کے اس خواب کی تعبیر اب تک نہیں ہو سکی۔

پاکستان میں تمام اقلیتیں غیر محفوظ ہیں کیوں کہ آئین میں ایسی ایسی شقوں کا اضافہ کر دیا ہے جس کی وجہ سے عوام الناس اور اقلیتیں سب غیر محفوظ ہوگئی ہیں۔

اسلام نے قرآن کریم میں سب کو آزادی دی ہے سب کو انسانیت کی بنیاد پر برابری کے حقوق دیے ہیں۔ ”لَآ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ“ کہ دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں۔ لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ تمہارے لئے تمہارا دین میرے لئے میرا دین۔ سب کو یکساں آزادی دے دی۔ لیکن پاکستان کے آئین میں حکمرانوں نے ایسی شق ڈال دی کہ جس کی وجہ سے اب اقلیتیں تو بالکل غیر محفوظ ہوگئی ہیں بلکہ ان کو تو ان کے بنیادی حقوق سے بھی محروم کر دیا گیا ہے۔

آج پاکستان کے آئین پر ملاں کا قبضہ اور دہشت گردوں کی اجارہ داری ہے وہی اس کے مالک بنے بیٹھے ہیں۔ کہتے تو ہیں کہ وطن عزیز میں جمہوریت ہے اس کے ساتھ ہی ہر ایک کے ہاتھ میں دوسروں کو مارنے کے ہتھیار بھی ہیں۔ جہاں قائد اعظم نے فرمایا تھا کہ تم آزاد ہو مساجد میں جانے، مندر میں جانے کے۔ وہی جگہیں آج سب سے زیادہ غیر محفوظ ہوگئی ہیں۔

مجھے یہ کہنے میں بالکل ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ امریکہ کا آئین اسلام کے بہت قریب ہے۔ جب کہ مسلمان ممالک کے آئین اسلامی تعلیمات اور اسلامی منشور سے کہیں دور ہیں جہاں ہر کسی کو تحفظ نہیں اور نہ ہی کسی کو آزادی حاصل ہے۔

امریکہ میں آئینی طور پر انسانیت کا احترام ہے اور تحفظ ہے اور آزادی ہے۔ اسی وجہ سے اس قوم نے ترقی کر کے آج سپر پاور کا مقام حاصل کر لیا ہے۔ جو باتیں اسلام سکھاتا ہے ان کی اکثریت میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں۔

جب ہمارے پیارے آقا و مولیٰ سردار انسانیت، محسن انسانیت حضرت خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت دی تو وہ ہجرت ایک عیسائی بادشاہ اور عیسائی سلطنت کی طرف ہی تو تھی۔

امریکہ میں اس وقت ہزاروں مساجد ہیں مسلمانوں کی۔ یہ ہے آئین کی بالادستی اور آئین کا احترام کہ مسلمانوں کو مذہبی آزادی دے رکھی ہے۔ خدا ان کو یہ یوم آزادی مبارک کرے۔ اب ایک سوال ہے کہ کیا وطن عزیز پاکستان میں ایسا ممکن ہے کہ ہر شخص اپنی مرضی سے زندگی بسر کر سکے۔ اس کا ایک حل تو خاکسار نے یہ بتایا کہ وطن عزیز کا آئین ایسا ہو جس میں بلاتفریق ملت و مذہب ہر ایک کے لئے احترام اور تحفظ ہو۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ ایسا ہے یہ بالکل جھوٹ اور دھوکا ہے۔ جن دہشت گردوں کو پکڑا گیا۔ ان کے ہاتھ اسی آئین ہی نے مضبوط کئے تھے۔ گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو سر بازار مار دیا گیا۔ اقلیتوں کے وزیر کو سر عام گولیوں سے اڑا دیا گیا۔ احمدیوں کی مساجد پر دن دیہاڑے نماز پڑھتے ہوئے بم گرا دیئے گئے اور 86 آدمیوں کو موقع پر ہی جان سے مار دیا گیا۔ گوجرہ میں عیسائیوں کے گرجا گھر کو جلا دیا گیا۔ کہیں ختم نبوت والوں کی اجارہ داری ہے تو کہیں احرار کی۔ تو کہیں ملاں کی۔ یہ سب کچھ آخر کیا ہے؟ یہ سب کچھ اسی آئین کی آڑ میں کیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے پولیس بھی کسی کی حفاظت نہیں کرتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ حکومتی اداروں، سیاسی لیڈروں اور ارباب اقتدار کے سروں پر سے ملاں ازم کا بھوت اتار دیا جائے۔ جب تک ان سب کی گردنوں پر ملاں چڑھا رہے گا امن قائم نہ ہوگا اور نہ ہی کسی کو تحفظ۔

مساجد اور ریاست کو الگ الگ کیا جائے مساجد کے ملاں کا حکومت کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو۔ اگر ملاں کو حکومت میں دخل اندازی کی اجازت دیں گے تو سیاسی لوگ اسے اپنی جھولی میں بٹھائیں گے۔

علاج آپ کو بتا دیا ہے کرنا آپ کا کام ہے۔ یہ کریں گے تو بچ جائیں گے ورنہ خمیازہ آپ سب بھگت رہے ہیں اور پھر آخری بات یہ لکھی کہ قرآن کریم کی اس بات پر کان دھریں۔ ”ہم کسی قوم کو عذاب نہیں دیتے جب تک اس میں اپنا فرستادہ اور مامور نہ بھیج دیں“ اس پر غور اور فکر کریں۔

ہفت روزہ نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 8 تا 14/ جولائی 2011ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا مضمون ”امریکہ کی یوم آزادی کے موقعہ پر“ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ نفس مضمون وہی ہے جو اوپر گزر چکا ہے۔

ویسٹ سائڈ سٹوری نیوز پیپر میں 14/ جولائی 2011ء کی اشاعت میں ہمارا تبلیغی اشتہار حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تصویر کے ساتھ شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے ”کیا آپ انتظار کر رہے ہیں؟“

اس کے بعد حضرت مسیح کی آمد ثانی کا ذکر ہے۔ بائبل کے حوالہ سے۔

نیز دیگر معلومات دی گئی ہیں۔

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 15/ جولائی 2011ء میں صفحہ 13 پر خاکسار کا مضمون ’’اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے‘‘ کی اگلی قسط تصویر کے ساتھ شائع کی ہے۔ اس مضمون میں خاکسار نے بتایا ہے کہ مسلمانوں کو اپنی زندہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اسوہ حسنہ کے مطابق بسر کرنی چاہیئے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے محفوظ رہیں۔

یہ ایک ایسا کلمہ ہے جس سے معاشرہ میں امن قائم ہوسکتا ہے لیکن حالات اس کے برعکس ہیں۔ اب تو مسلمان ہی مسلمان سے ڈرتا ہے کیوں کہ مسلمان ہی مسلمان کا گلا کاٹ رہا ہے۔ مسلمان ہی مسلمان کا خون پی رہا ہے۔ اسلام پر عمل، زندگی کی ضمانت ہے۔ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ (علیہ السلام) فرماتے ہیں:

’’ہم نے کسی کتاب میں ایک حکایت پڑھی ہے لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کی ایک کافر سے جنگ ہوئی جنگ میں مغلوب ہوکر وہ کافر بھاگا، حضرت علیؓ نے اس کا تعاقب کیا اور آخر اسے پکڑ لیا اس سے کشتی کر کے اسے زیر کر لیا۔ جب آپؓ اس کی چھاتی پر خنجر نکال کر اس کے قتل کرنے کے لئے بیٹھ گئے تو اس کافر نے آپؓ کے منہ پر تھوک دیا۔ اس پر حضرت علیؓ اس کی چھاتی سے الگ ہوگئے وہ کافر اس معاملہ پر بڑا حیران ہوا اور تعجب سے اس کا باعث دریافت کیا۔ حضرت علیؓ نے کہا اصل بات یہ ہے کہ ہم لوگ تم سے جب جنگ کرتے ہیں تو محض خدا کے حکم سے کرتے ہیں۔ کسی نفسانی غرض کے لئے نہیں کرتے بلکہ ہم تو تم لوگوں سے محبت کرتے ہیں میں نے تم کو پکڑا خدا کے لئے تھا مگر جب تم نے میرے منہ پر تھوک دیا تو اس سے مجھے بشریت کی وجہ سے غصہ آ گیا تب میں ڈرا کہ اگر اس وقت جب کہ اس معاملہ میں میرا نفسانی جوش بھی شامل ہوگیا ہے تم کو قتل کر دوں تو میرا سارا ساختہ و پرداختہ ہی برباد نہ ہوجائے اور جوش نفسی کی وجہ سے میرے نیک اعمال بھی ضبط نہ ہوجائیں۔ یہ ماجرا دیکھ کر کہ ان لوگوں کا اتنا باریک تقویٰ ہے اس نے کہا میں نہیں یقین کرسکتا کہ ایسے لوگوں کا دین باطل ہو لہٰذا وہ وہیں مسلمان ہوگیا۔

دیکھو! اگر ہم خدا تعالیٰ کے نزدیک کافر اور دجال نہیں تو پھر کسی کے کافر اور دجال کہنے سے ہمارا کچھ نہیں بگڑتا اور اگر ہم واقعی خدا تعالیٰ کے حضور میں مقبول نہیں بلکہ مردود ہیں تو پھر کسی کے اچھا کہنے سے ہم خدا تعالیٰ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔ پس تم یاد رکھو کہ نرمی عمدہ صفت ہے۔ نرمی کے بغیر کام چل نہیں سکتا۔ فتح جنگ سے نہیں جنگ سے اگر کسی کو نقصان پہنچا دیا تو کیا کیا؟ چاہیئے کہ دلوں کو فتح کرو اور دل جنگ سے فتح نہیں ہوتے۔‘‘

جماعت احمدیہ کے امام حضرت مرزا مسرور احمد (خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) نے 3/ اپریل 2010ء سپین کے جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس میں فرمایا کہ احمدیوں کو اسلام کی تعلیمات پر مکمل عمل کرنا چاہیئے۔ مسلمان تو خیر امت ہیں جو دنیا کی بھلائی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ فرماتے ہیں: ’’خداوند تعالیٰ مسلمانوں کو حکم فرماتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے پر چلیں اور آپؐ کے ہر قول و فعل کی پیروی کریں۔‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب میں مزید کہا کہ آج کل روزمرہ کی گھریلو زندگی میں ایک بہت بڑا مسئلہ میاں بیوی کے تعلقات میں دراڑیں اور ناچاقیاں بنتی چلی جارہی ہیں۔ مرد اور عورت دونوں بے صبری کے نمونے دکھاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورتوں کی بھلائی اور خیر خواہی کا خیال رکھو۔ آپ نے نصیحت کرتے ہوئے مزید فرمایا طاقتور وہ نہیں جو دوسروں کو پچھاڑ دے اصل پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو رکھتا ہے۔

آپؐ نے نصیحت کی کہ دین کا خلاصہ یہ ہے کہ زبان کو روک کر رکھو۔

حضرت مرزا مسرور احمد (خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ) نے مزید فرمایا کہ عورتوں سے حسن سلوک کیا کرو اور ان کے جذبات کا احترام کرنا بھی ضروری ہے۔

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں کے جذبات کا اس قدر احساس ہوتا تھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ نماز کے دوران بچے کے رونے کی آواز پر میں نماز جلدی ختم کر دیتا ہوں کہ اس کے رونے کی وجہ سے اس بچے کی ماں کو تکلیف ہو رہی ہوگی۔‘‘

آپؐ نے اپنی آخری وصیت یہی فرمائی تھی کہ ’’عورتوں سے ہمیشہ حسن سلوک کرتے رہنا‘‘۔ آپؐ نے بچوں کی عمدہ تعلیم و تربیت کی طرف بھی توجہ دلائی۔

اسلامی معاشرہ میں ایک اور بات بھی اہم ہے کہ دوسروں کی کمزوریاں دیکھ کر ادھر ادھر پھیلانے سے آپؐ نے منع فرمایا ہے۔ پس جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلے گا وہ اللہ کا بھی محبوب بن جائے گا۔

ہفت روزہ نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 15/ تا 21/ جولائی 2011ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ’’اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے‘‘ کی اگلی قسط خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کی۔ اس مضمون کا خلاصہ اوپر گزر چکا ہے۔

الانتشار العربی نے اپنی اشاعت 20/ جولائی 2011ء میں صفحہ 20 پر حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک خطبہ جمعہ کا مختصراً خلاصہ حضور انور کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس خطبہ کا عنوان اخبار نے یہ لکھا ہے کہ ’’وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ‘‘ اور پھر آل عمران کی یہ آیت 103-104 یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا ۪ وَاذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا ۚ وَکُنۡتُمۡ عَلٰی شَفَا حُفۡرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَکُمۡ مِّنۡہَا ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَہۡتَدُوۡنَ ﴿۱۰۴﴾

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ السلام) نے فرمایا ہے کہ کامل تقویٰ حقیقی موت چاہتا ہے۔ جب انسان اپنے ہوائے نفس پر موت وارد کر لیتا ہے تب وہ مقرب بنتا ہے۔ اس لئے جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ اپنی خواہشات کو دبائیں اور تقویٰ کے حصول کی کوشش کریں۔

انسان کی زندگی میں بے شمار ایسے لمحات آتے ہیں کہ جب وہ تقویٰ کو چھوڑ دیتا ہے اور جب وہ خدا خوفی اور تقویٰ چھوڑتا ہے تو پھر شیطان کے قبضہ میں آجاتا ہے۔ یہ آسان بات نہیں ہے کہ حقیقی تقویٰ و طہارت حاصل کیا جائے۔ حضور انور نے مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں رسول اسی وجہ سے بھیجتا ہے کہ وہ شیطان کے پنجہ سے آزاد ہو کر خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کریں۔ پس ہر عمل انسان کا خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہونا چاہیئے۔

حضور نے اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ کی آیت بھی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اس کے لئے بھی بس خدا تعالیٰ سے ہی دعا کرنی چاہیئے اور اسی سے استمداد کرنی چاہیئے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا۔ اللہ ضرور صحیح راستہ کی طرف راہنمائی فرماتا ہے۔ انسان کے لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ تقویٰ کے بغیر خدا تعالیٰ کے بندوں میں شمار ہو۔ پس کوشش کرو کہ وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ۔

ہفت روزہ نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 22/ تا 28/ جولائی 2011ء میں ایک مضمون بعنوان ’’اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے‘‘ کی اگلی قسط خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کی ہے۔ خاکسار نے اس مضمون میں یہ باور کرایا ہے کہ دنیا کی موجودہ حالت اور بحران سے نکلنے کا واحد ذریعہ صرف اور صرف اسلام میں ہے۔ اسلام میں تمام امور عدل و انصاف پر مبنی طے ہونے چاہئیں۔ اسلام میں کسی کی اجارہ داری نہیں ہے۔ اسلام ایک مکمل مذہب اور ضابطہ حیات ہے۔ نہ صرف یہ کہ اسلام موجودہ بحرانوں سے نکال سکتا ہے بلکہ آخرت میں کامیابی بھی اسی مذہب سے ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرما دیا ہے اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ۔ یقیناً دین خدا تعالیٰ کی نگاہ میں اسلام ہے۔ لیکن نام کا ہی اسلام اور نام کا ہی مسلمان ہونا کافی نہیں ہے۔ جب تک دین اسلام کی تعلیمات پر پورا پورا عمل نہ ہو مثلاً عبادت کو ہی لے لو۔ نماز کا طریق اور دعاؤں کے طریق کو ہی دیکھ لو۔ قبروں پر جاکر سجدے کئے جارہے ہیں۔ دعائیں کی جارہی ہیں منتیں مانگی جارہی ہیں کہیں اپنے کاروبار میں ترقی کے لئے تو کہیں مردہ روحوں سے اولاد طلب کی جارہی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا یہ اقتباس بھی یہاں درج کیا ہے:

’’پھر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ نماز جو اپنے اصلی معنوں میں نماز ہے دعا سے حاصل ہوتی ہے۔ غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صریح اور سخت مخالف ہے کیونکہ یہ مرتبہ دُعا کا اللہ ہی کے لئے ہے۔ جب تک انسان پورے طور پر خفیف ہو کر اللہ تعالیٰ ہی سے سوال نہ کرے اور اسی سے نہ مانگے۔ سچ سمجھو کہ حقیقی طور پر وہ سچا مسلمان اور سچا مومن کہلانے کا مستحق نہیں...... ترکِ نماز کی عادت اور کسل کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جب انسان غیر اللہ کی طرف جھکتا ہے۔ تو روح اور دل بھی اس کی طرف جھکتا ہے...... اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سختی اور تشدد اس کے دل میں پیدا ہو کر اسے منجمد اور پتھر بنا دیتا ہے......... پس یہ بڑی خطرناک اور دل کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے۔‘‘

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 10-11)

م م محمود

سو سال قبل کا الفضل

16/ نومبر 1922ء پنج شنبہ (جمعرات)

مطابق 25 ربیع الاول 1341 ہجری

صفحہ اول پر مدینۃ المسیح کی خبروں میں حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب کی جانب سے حضرت مصلح موعودؓ کی بابت تحریر ہے کہ ’’رات کے دس بجے کے قریب خاکسار سے سر درد اور نکروں کی دوائی منگوائی۔ میں جب کمرے میں داخل ہوا تو حضور تیزی کے ساتھ تحریر کے کام میں مصروف تھے۔ اتفاقاً قلم کی سیاہی ختم ہوگئی اور مجھے جلدی دوائی لگانے کا موقع مل گیا۔ دوائی لگوانے کے بعد حضور نے مجھ سے پھر قلم میں سیاہی ڈلوائی۔ اس وقت گیارہ سے کچھ زیادہ وقت ہو چکا تھا۔ پھر حضور لکھنے میں مشغول ہو گئے۔ ادھر صحت کی یہ حالت اور ادھر اس قدر محنت۔ احباب دردِ دل سے دعاؤں میں مداومت اختیار کریں۔ خاکسار حشمت اللہ‘‘

صفحہ نمبر 1اور 2 پر حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر کی مغربی افریقہ سے ارسال فرمودہ ایک رپورٹ زیرِ عنوان ’’مغربی افریقہ میں تبلیغِ احمدیت‘‘ شائع ہوئی ہے جس میں آپ نے نائیجیریا کے شہر کیڈونا اور زاریہ میں اپنی تبلیغی مساعی کا ذکر فرمایا ہے۔

زاریہ میں تبلیغی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے آپؓ تحریر فرماتے ہیں۔

’’17/ اگست یومِ جمعرات امیر زاریہ کا پیغام آیا کہ وہ 3 بجے مل سکیں گے۔ اس غرض کے لئے امیر موصوف خود گھوڑے پر گئے اور موٹر مجھے بھیج دی۔ ڈھائی بجے عاجز مع سیکرٹری اور دو احمدی ’’زاریہ گاؤں‘‘ کو جو امیر کی قیام گاہ اور چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے، روانہ ہوا۔ تمام شہر پرانی طرز کا گار سے بنا ہوا ہے۔ محل شاہی بھی اسی ساخت کا ہے۔ دروازہ محل پر موٹر ٹھہری اور دربار ہال میں جو تاریک تھا۔ وزیرِ اعظم، نے جو عربی بولتے تھے مجھے اس خود مختار حاکم سے روشناس کرایا۔ امیر صاحب کو ان کی رعایا شاذ ہی دیکھتی ہے۔ کبھی عید پر نظر آجائیں یا جمعہ کے دن کوئی دیکھ لے۔ آپ ایک بلند تخت پر تشریف فرما تھے اور میرے لیے اس کے برابر فرش پر کرسی بچھائی گئی تھی۔ باقی تمام امراء و وزراء و علماء بے فرش فرشِ خاک پر بیٹھے تھے۔ یہی شمال کا طریقِ ادب ہے۔ ہاں میں بھول گیا، دروازۂ محل پر پہنچتے ہی ’’زاکی‘‘ کا نعرہ بلند ہوا اور تمام لوگ جھک گئے۔ یہ شاہی سلام ہے جو شمال میں امیروں اور حکامِ اعلیٰ برطانیہ کے لیے مخصوص ہے۔ کرسی پر بیٹھتے ہی امیر کی مزاج پرسی کی اور اپنا تعارف کمال تفصیل سے کرایا۔ اس کے بعد پانی پت کے چاولوں کا تحفہ اور خطبہ الہامیہ کے پیش کرنے اور اسلام کا لٹریچر دکھانے کا وقت تھا اور کمرہ بالکل تاریک۔ اس لیے عرض کیا گیا کہ دوسری جگہ انتظام ہو۔ چنانچہ جلوہ خانہ میں خاص انتظام ہوا اور وہاں تحفۂ شہزادہ ویلز سے فوٹو دکھائے گئے۔ ٹیچنگ آف اسلام سے عربی انگریزی تحریر، البشریٰ وتحفۃ الملوک سے عربی اور انگریزی عبارتیں دکھا کر بتایا کہ ہم کس طرح دنیا میں کام کر رہے ہیں۔ اس کے بعد میں نے انگریزی میں بامدادِ ترجمان حضرت مسیحِ موعودؑ کے دعاوی پر تقریر کی۔ محولہ بالا تحائف پیش کیے۔ تقریر کے بعد امراء و علماء کی طرف سے سوالات ہوئے اور وزیر نے عربی میں سوالات کیے۔ جب اللہ تعالیٰ کی تائید سے جوابات عربی میں دیئے گئے اور آیات واحادیث کے حوالہ جات پیش کیے گئے تو الحمدللہ کہ کُل دربار نے سر ہلائے اور خوشی کی علامات ہر ایک کے چہرہ سے ظاہر ہوئیں۔ میرا پتہ مانگا گیا اور امیر اب بدلے ہوئے مخلص امیر تھے جو پیدل چل کر مجھے موٹر تک چھوڑنے آئے۔ میں نے ان کے لیے دعا کی اور ان کو حضرت مسیحِ پاک کا پیغام ماننے کی تاکید کی۔ جس جرأت اور تائیدِ الٰہی سے ایک ایسے بادشاہ کے دربار میں جو ہندوستانی راجاؤں سے زیادہ اختیار رکھتا ہے، میں نے پیغامِ حق پہنچایا۔ اس پر میرے دوست حیران و بہت خوش تھے۔ میں اللہ کی حمد کرتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں بیج ضرور بالضرور بارآور ہو گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

امیر المعظم نے دوسرے دن اپنی خوشنودی مزاج کا اظہار ان تحائف سے کیا جو وہ گورنر کو پیش کیا کرتے ہیں۔ یعنی قمح (گیہوں) جو امیر کے سوا اور کسی کو میسر نہیں آتا۔ چاول اور بطخ مجھے بطور تحفہ بھیجیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء‘‘

صفحہ نمبر 3 تا 5 پر اداریہ شائع ہوا ہے جو درج ذیل چار موضوعات کا احاطہ کیے ہوئے ہے:

1۔ مخالفینِ مسیحِ موعودؑ کی ستم ظریفی۔ حضرت مرزا صاحب کا مذہب 2۔ قرآنِ کریم کا گورمکھی ترجمہ 3۔ 1340ہجری اور مسلمانوں کا مہدی 4۔ عیسائیت میں تجرد کی مصیبت پہلے عنوان کے تحت اخبار الفضل نے حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ کی بعض تحریرات شائع کی ہیں جن کی رُو سے آپؑ کے دعاوی اور عقائد کا بخوبی علم ہوتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ فی زمانہ حضورؑ ہی وہ وجود ہیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی محبت و متابعت میں اسلام کی ڈوبتی ناؤ کو بچانے کا سامان کیا۔

دوسرے عنوان کے تحت اخبار الفضل نے یہ اطلاع دی کہ قرآنِ کریم کا گورمکھی زبان میں ترجمہ مکرم شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار ’’نور‘‘ کر رہے ہیں اور اس کے 28 پاروں کا ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔

تیسرے عنوان کے تحت اخبار الفضل نے اخبار ’’زمیندار‘‘ کے سوقیانہ لہجہ میں کیے گئے ایک اعتراض کا جواب پیش کیا ہے۔ ’’زمیندار‘‘ اخبار نے لکھا تھا کہ گناچور ضلع جالندھر میں ایک شخص نے مہدی آخر الزمان کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ خبر دے کر اخبار ’’زمیندار‘‘ نے تحریر کیا کہ ’’اب قادیانی اور گناچوری آپس میں نمٹ لیں کہ کس مہدی کا دعویٰ زبردست ہے اور ہمیں امید ہے کہ وہ عامۃ المسلمین کو اپنے جھگڑے سے بے نیاز رکھیں گے۔‘‘

اخبار الفضل نے اس کے جواب میں لکھا کہ ’’1340ہجری میں مہدی کے خروج یا بعثت کے منتظر تو آپ یا آپ کے عامۃ المسلمین علماء و صوفیاء تھے نہ کہ ہم۔ اس لیے گناچوری مہدی کا دعویٰ عین انہی کی منشاء اور خواہش کے مطابق ہے کیونکہ بقول ’’زمیندار‘‘ ایک مہدی 1340ھ میں بھی آخر مبعوث ہو ہی گئے۔ اس لیے زمیندار اور اس کے عامۃ المسلمین کو چاہیے کہ فوراً قبول کر لیں اور مہدی گناچوری

THE AL FAZL QADIAN
الفضل
فہرست مضامین
مدینۃ المسیح
مغربی افریقہ میں تبلیغ احمدیت

کی دعوت پر لبیک کہہ کر اس کے علمبرداروں اور خدامِ بارگاہ میں شرفِ اولیت حاصل کریں۔ رہے ہم ’’قادیانی‘‘ ہمیں کسی نئے فیصلہ کی اب کیا ضرورت ہے جبکہ ہم اس وقت فیصلہ کر چکے ہیں جب خدا کا سچا مہدی مبعوث ہوا اور جس کی شہادت زمین آسمان دے چکا اور دے رہا ہے۔‘‘

چوتھے عنوان کے تحت اخبار الفضل نے گولڈ کوسٹ (غانا) اور مغربی افریقہ کے بعض دیگر اخبارات میں شائع شدہ ایک اٹالین اخبار کی خبر کا ذکر کیا ہے جس میں کیتھولک فرقہ کے نائبین از پاپائے روم و دیگر راہبان نے پوپ سے استدعا کی ہے کہ گرجا کے کارکنوں سے تجرد کی پابندی کا خاتمہ کر دیا جائے کیونکہ یہ مصیبت موت سے زیادہ سخت ہے۔ اخبار الفضل لکھتا ہے کہ اس خبر پر پروٹسٹنٹ بہت خوش ہیں جبکہ کیتھولک ناراض۔ نیز لکھا کہ کیتھولک حلقوں میں خبر گرم ہے کہ پوپ نے اس درخواست کو مسترد کر دیا ہے۔ اخبار الفضل نے اس خبر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ ’’اس قسم کی تحریکات دنیا کے اسلام کی طرف میلان کا اظہار کر رہی ہیں۔‘‘

صفحہ نمبر 6 تا 8 پر حضرت مصلح موعودؓ کا خطبہ جمعہ فرمودہ 3/ نومبر 1922ء شائع ہوا ہے۔

صفحہ نمبر 8 پر مکرم محمد یوسف خان صاحب کا ایک خط محررہ 17/ ستمبر 1922ء شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی شکاگو (امریکہ) میں تبلیغی مساعی کا ذکر کیا ہے۔

صفحہ نمبر 9 پر حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحبؓ کی جانب سے ایک فہرست زیرِ عنوان ’’جلسہ سالانہ 1922ء کے متعلق امدادی فہرست شائع ہوئی ہے۔ یہ فہرست ایسے احباب کے اسماء کی مع اشیاء شائع ہوئی ہے جنہوں نے جلسہ سالانہ کے لئے کھانا پکوائی کے لیے عطیات بصورت اشیائے خوردنی یا اناج دیئے۔ یہ فہرست اس لحاظ سے قابلِ مطالعہ ہے کہ اس فہرست میں عطیہ کردہ اشیاء کے سامنے اس کی قیمت بھی درج کی گئی ہے۔ مذکورہ فہرست میں متعدد اشیاء ایک پیسہ یا اس سے بھی کم مالیت کی ہیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل اس کے احسان، خلافتِ احمدیہ کی برکات اور ان بزرگانِ سلف کی قربانیوں اور دعاؤں کے طفیل آج ایک سو سال گزرنے پر دنیا کے متعدد ممالک میں جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہو رہے ہیں اور ان جلسہ ہائے سالانہ کے مواقع پر حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ کا یہ الہام نئی شان سے پورا ہوتا نظر آتا ہے کہ ’’یَأْتِیْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ‘‘

مذکورہ بالا اخبار کے مفصل مطالعہ کے لیے درج ذیل لنک ملاحظہ فرمائیں۔

https://www.alislam.org/alfazl/rabwah/A19221116.pdf

مدثر ظفر

جنوبی ایشیاء کے پہلے نوبیل انعام یافتہ ادیب

رویندر ناتھ ٹھاکر (ٹیگور)

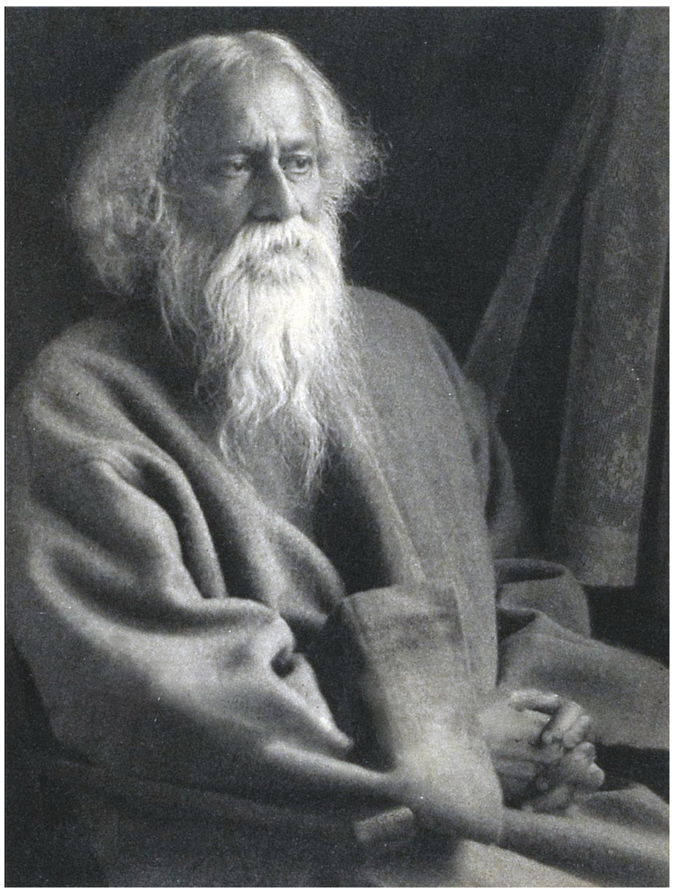

رابندر ناتھ ٹیگور کا اصل نام رویندر ناتھ ٹھاکر تھا۔جنوب ایشیائی لوگ ''و'' اور ''ب'' کو ادل بدل دیتے ہیں اور اسی ادلا بدلی کا نتیجہ تھا کہ رویندر کو ''رابندر'' بولا جانے لگا جبکہ ٹھاکر ان کی قومیت تھی۔ ٹھاکر کا ٹیگور میں بدل جانے کا معاملہ بھی دلچسپ ہے۔ٹیگور کا زمانہ انگریز راج میں گزرا اور اپنے خاندانی پس منظر کی وجہ سے اس خاندان کا انگریز حکمرانوں سے کافی ملنا جلنا تھا۔ کاروباری معاملات سے ورے ان کے آپس میں اچھے مراسم اور دوستیاں بھی تھیں۔ انگریز ٹھاکر لفظ ادا نہیں کر پاتے تھے اور ر اپنے مخصوص لہجے میں ٹھاکر کو ''ٹیگور'' بلاتے تھے۔ٹیگور اتنا زبان زد عام ہوا کہ اب دنیا رابندر ناتھ ٹھاکر کو ٹیگور نام سے ہی جانتی ہے۔

ان کے دادا ''دوارکا ناتھ ٹیگور'' ایک بہت بڑی کاروباری شخصیت تھے جو بینکاری،انشورنس، کان کنی اور ریشم کی خرید و فروخت سے وابستہ تھے۔لیکن رابندر ناتھ ٹیگور کے والد ''دبیندرا ناتھ ٹیگور'' کو اپنے والد کے کاروباری معاملات میں زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔ دبیندر ناتھ کے چودہ بچے تھے اور رابندر ناتھ ٹیگور ان میں سب سے چھوٹے تھے۔ والد کی عدم توجہی اور والدہ کی ناسازی طبع کے باعث ٹیگور کی پرورش ان کے ملازمین نے کی۔اپنی تحریروں میں ٹیگور نے اپنی زندگی کے اس دور کو Servocracy یعنی ملازمین کی حاکمیت سے تعبیر کیا ہے۔ٹیگور پڑھائی لکھائی پر سنجیدگی سے توجہ نہیں دیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے کئی اسکول بدلے، بالآخر گھر میں ہی ان کے بھائی ہیمندر ناتھ ٹیگور نے ان کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا۔سائنس، ریاضی اور موسیقی کی تعلیم رابندر ناتھ نے گھر پر ہی رہ کر حاصل کی۔اس کے ساتھ جوڈو کراٹے اور گنگا ندی میں باقاعدہ تیراکی کرنا بھی سیکھا۔جب رابندر ناتھ بارہ سال کے تھے تو ان کے والد انہیں کئی جگہوں پر لے کر گئے جن میں شانتی نکیتن اور امرتسر کا ایک ماہ تک کا قیام قابل ذکر ہیں۔گولڈن ٹیمپل امرتسر میں ٹیگور کئی کئی گھنٹوں تک بیٹھ کر ''گربانی'' سنتے تھے۔وہاں سے وہ ڈلہوزی بھی گئے جہاں قیام کے دوران ان کے والد نے انہیں فلکیات، تاریخ اور جدید سائنس کے ساتھ ساتھ مذہبی کتب جیسا کہ اپنیشد اور والمیکی رامائن جیسی کتب سے روشناس کروایا۔1878ء میں ٹیگور اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے لندن چلے گئے جہاں UNIVERSITY COLLEGE LONDON سے انہوں نے قانون کی تعلیم حاصل کی۔ان کے والد کی خواہش تھی کہ رابندر ایک وکیل بنیں لیکن رابندر کو اس میں قطعی دلچسپی نہیں تھی۔اسی عدم دلچسپی کی وجہ سے ٹیگور نے کالج بھی چھوڑ دیا۔لیکن یہ بات کافی دلچسپ ہے کہ اسی کالج میں آج بھی ایک ''ٹیگور لیکچر سیریز'' پڑھائی جاتی ہے۔کالج کی تعلیم کے دوران ٹیگور نے انگریزی ادب کا مطالع کیا۔

ٹیگور نے لڑکپن کی عمر سے ہی لکھنا شروع کر دیا تھا۔ان کی عمر صرف تیرہ سال تھی جب انہوں نے اپنی پہلی نظم لکھی۔یہ نظم 1874ء میں ''تتو بودھنی پتریکا'' نامی جریدے میں شائع ہوئی۔ انہوں نے نغمے بھی لکھے جس میں روایتی ہندوستانی، کرناٹک، گربانی،اور آئرش طرز کا امتزاج تھا۔ نیز ابتدائی عمر سے ہی انہوں نے کہانیاں بھی لکھنا شروع کر دی تھیں۔ ان کی مشہور کہانیوں میں ''کابلی والا'' قابل ذکر ہے۔ان کی پہلی کتاب 17 سال کی عمر میں شائع ہوئی جبکہ 22 سال کی عمر میں پہلا ناول طبع ہوا تھا۔

ان کی نظموں کا مجموعہ ''گیتانجلی'' کے نام سے موسوم ہے۔اس کے انگریزی میں تراجم ہوئے جنہوں نے یورپ اور امریکہ میں بہت زیادہ مقبولیت حاصل کی۔لوگ انہیں ان کے نام سے پہچاننے لگے تھے اور انہیں کئی ملکوں میں لیکچر دینے کے لیے بھی مدعو کیا گیا۔ان کی ایک منفرد اور دلچسپ نظم ہے۔

بچے کو سجا کر مہنگے کپڑوں سے
بنا دیا تم نے اسے راج کمار
اس کے گلے میں ڈال دی زنجیریں
جنہیں کہتے ہو تم موتی کے ہار
ان کپڑوں نے بگاڑا اس کا کھیل
کہیں پھٹیں ناں،یا میلے نا ہوجائیں
اس ڈر سے وے رہتا دور سبھی سے
ملنے ڈلنے سے بھی رہے گھبرائے
ماں !یہ سج دھج کی بندش کیوں؟
جو روکے کسی کو دھول میں نہانے سے
سادھارن جیون کے مہان میلے میں
جو روکے اسے خوشیاں منانے سے

رابندر ناتھ کی نظمیں آزادی اور قومیت جیسے موضوعات کے گرد گھومتی ہیں۔ان کی ایک مشہور نظم ہے۔

Into that heaven of freedom, my Father
let my country awake.

1905ء میں جب انگریز حکومت نے بنگال کی تقسیم کی اس وقت انہوں نے ایک گیت لکھا تھا ''امر شونار بنگلہ'' جو آج بنگلہ دیش کا قومی ترانہ بھی ہے۔اس طرح انہیں یہ انفرادیت حاصل ہوئی کہ وہ دو ملکوں یعنی بھارت اور بنگلہ دیش کا قومی ترانہ لکھنے والے ادیب بنے۔ ناانصافی پر مبنی سامراجی نظام کے خلاف ان کا ایک گیت ''ایکلا چولو رے'' بہت مقبول ہوا تھا جس کا تھیم تھا کہ ہمیشہ آگے چلتے رہو، آگے بڑھتے رہو خواہ تم اکیلے ہی کیوں نا ہو۔ 1911ء میں کلکتہ کے کانگریس سیشن میں ان کا لکھا ترانہ ''جن، گن، من ادھی نائیک جایا ہئے'' پہلی بار گایا گیا جسے تقسیم ہندوستان کے بعد ہندوستان کے قومی ترانے کے طور پر اختیار کر لیا گیا۔

ان کی ادبی خدمات کے اعتراف میں 1913ء میں انہیں نوبیل انعام سے نوازا گیا۔ اس طرح یہ پہلے غیر یورپین ادیب بنے جس نے ادب کا نوبل انعام جیتا۔حکومت برطانیہ ٹیگور کو کافی مان سمان دیتی تھی۔ 1915ء میں انہیں Knighthood کا خطاب دیا گیا۔یہ خطاب اپنے ملک کے لیے قابل قدر کام کرنے والوں کو ان کی خدمات کے اعتراف میں برطانوی شہنشاہ کی طرف سے دیا جاتا تھا۔اس کے صرف چار سال بعد 1919ء میں جلیانوالہ باغ قتل عام ہوا جس کے احتجاج کے طور برطانوی حکومت کی طرف سے دیا گیا نائٹ ہڈ کا خطاب ٹیگور نے واپس کر دیا۔

گو کہ مہاتما گاندھی اور ٹیگور اچھے دوست تھے جو ایک دوسرے کے نظریات سے متفق نظر آتے ہیں۔لیکن گاندھی جی کا نظریاتی جھکاؤ نیشنل ازم کی طرف زیادہ تھا جبکہ ٹیگور نیشنل ازم کی بجائے انٹرنیشنل ازم پر یقین رکھتے تھے۔ان کا ماننا تھا کہ پوری دنیا ایک گھر ہے،ہمیں دوسرے ممالک سے بنا سبب دشمنیاں مول نہیں لینی چاہئیں۔ ٹیگور باقی دنیا کی نسبت ایشیاء کی حالت زار کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''ہمیں بتایا گیا ہے کہ ایشیاء ایک عالی شان مقبرے کی طرح ہے۔ جو اپنے مردوں میں ہی اپنا ویبھوٗ (شان، عظمت) ڈھونڈتا ہے۔ کہا گیا کہ ایشاء کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا کیونکہ اس کا چہرہ ہی پیچھے کی طرف مڑا ہوا ہے۔ ہم نے اس الزام کو سوئیکار (تسلیم) کرلیا۔اس لیے وشواس (یقین) کرنے لگے۔ ہم بھول گئے کہ ایشیاء میں فلاسفی، وگیان (سائنس)، کلاء (آرٹ، ہنر)، ساہتے (ادب) اور دھرم (مذہب) کا وکاس (ارتقاء) ہوا۔اس لیے ایسا نہیں ہے کہ یہاں کی ہوا اور مٹی میں ہی کچھ ایسا ہو جو آلس (سستی، کاہلی) دیتا ہو، جو آگے بڑھنے سے روکتا ہو۔جب پشچم (مغرب) اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا اس سمے (وقت) پورب (مشرق) نے صدیوں تک سبھیتا (تہذیب) کی مشال (شمع) کو جلائے رکھا۔ پھر پورب میں اندھیری رات آئی، ایشیاء نے نیا کھانا بند کر دیا، کیول (صرف) اپنے بھت کال (ماضی) پر زندہ رہنے لگا۔ یہ نشکریتا (غیر فعال) مرتیو (موت) کی طرح ہے۔

(ہندی سے ترجمہ۔ راقم)

ٹیگور ایک غیر متنازعہ اور ہمہ جہت شخصیت تھے جن کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے جدید دنیا بالخصوص ایشیاء پر ایک مثبت اثر چھوڑا ہے۔ان کے نامۂ اعمال میں نہ صرف بے شمار گیت، نظمیں، خطابات، کہانیاں اور افسانے شامل ہیں بلکہ وہ ایک اچھے ادیب کے ساتھ اچھے مصور بھی تھے۔ انہوں نے کئی ممالک میں اپنی بنائی ہوئی پینٹنگ کی نمائش بھی کی۔ 7/ اگست 1941ء کو 80 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

رپورٹ: مبشر حسین شاہد۔ وائس پرنسپل جامعۃ المبشرین گھانا

جامعۃ المبشرین گھانا کا سالانہ کانووکیشن اور کچن کا افتتاح

جامعۃ المبشرین گھانا کا آغاز 1966ء میں ہوا جس کا مقصد لوکل مبلغین کی تیاری تھا۔ خدا کے فضل سے آج تک 687 طلباء یہاں سے فارغ ہو کر میدان عمل میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ الحمد للہ

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جامعۃ المبشرین گھانا کو مؤرخہ 25/ستمبر 2022ء بروز اتوار اپنے تیسویں سالانہ کانووکیشن کے انعقاد کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علیٰ ذالك۔

امسال یہ تقریب محدود پیمانے پر منعقد کی گئی۔ جامعہ کے اساتذہ، طلباء اور ورکرز، پاس ہونے والے طلباء کے والدین کے علاوہ کچھ چنیدہ مہمان اس پروگرام میں شامل ہوئے۔ اس پروگرام کے لیے سترہ ممالک کے جھنڈے مع لوائے احمدیت لہرائے گئے تھے۔ یہ پروگرام جامعہ کے ہال میں منعقد کیا گیا جس کے لیے ہال کو بینرز سے خاص طور پر سجایا گیا تھا۔

اس تقریب کے مہمان خصوصی مکرم ومحترم نور محمد بن صالح صاحب امیر ومشنری انچارج گھانا تھے۔

تقریب کے آغاز سے قبل مکرم امیر صاحب نے لوائے احمدیت جبکہ مکرم الحاج محمد یوسف یاؤسن صاحب نائب امیر اول نے گھانا کا جھنڈا لہرایا۔ پرچم کشائی کے بعد امیر صاحب نے جامعۃ المبشرین کے نئے دو منزلہ کچن کا افتتاح کیا۔

نوتعمیر شدہ دو منزلہ کچن کا افتتاح

اس کچن کی تعمیر کا آغاز لجنہ اماءاللہ گریٹر اکرا ریجن نے اپنے خرچ پر 2010ء میں کیا تھا۔ جیسے جیسے لجنہ کے پاس رقم جمع ہوتی جاتی تعمیر کا کام بھی جاری ہو جاتا۔ جب تعمیر چھتوں تک پہنچی تو لجنہ نے اپنا یہ پروجیکٹ وسیع کرتے ہوئے پہلی منزل پر طلباء کے لئے ڈائننگ ہال کو سرونگ روم اور واش رومز کی سہولت کے ساتھ تعمیر کرنے کا عہد کیا۔ جب پہلی منزل چھت تک پہنچی تو کام کافی لمبا عرصہ کے لئے رک گیا۔ بعد ازاں ضرورت کے پیش نظر حضور اقدس ایدہ اللہ کی خاص شفقت سے 2020ء میں اس کی تعمیر کا کام مرکزی فنڈز سے شروع ہوا اور جون 2022ء میں مکمل ہوا۔ اس طرح کچن کے گرد بارش کے پانی کے لئے گٹرز کی تعمیر کا آغاز کر کے ماہ ستمبر 2022ء میں مکمل کر کے باقاعدہ 25/ ستمبر 2022ء کو مکرم امیر ومشنری انچارج جماعت احمدیہ گھانا کے ہاتھ سے اس کا باقاعدہ افتتاح کروایا گیا۔ اس موقع پر الحاج محمد یوسف یاؤسن صاحب نائب امیر اول جو کہ چیئرمین بورڈ آف گورنرز بھی ہیں، مکرم الحاج احمد سلیمان اینڈرسن صاحب نائب امیر سوم، جنرل مینیجر احمدیہ سکولز جو کہ بورڈ آف گورنرز کے سیکریٹری بھی ہیں۔ گھانا جماعت کے جنرل سیکریڑی، سینٹرل ریجنل مشنری، زونل مشنری، صدر لجنہ گریٹر اکرا و دیگر مہمانان نے بھی اس موقع پر موجود تھے۔ فجزاھم اللہ خیرا

اس کچن کی تعمیر کی نگرانی Mr. Koffi Abbas آرٹیٹیکٹ گھانا نے کی۔ جامعہ کی طرف سے مکرم طاہر احمد ظفر صاحب استاذ جامعہ نے ان سارے مراحل میں ان کی بے حد مدد کی۔ افتتاح کے موقع پر مکرم کوفی عباس صاحب سے موجود نہ تھے۔ مکرم طاہر احمد ظفر صاحب نے مکرم امیر صاحب اور دیگر مہمانان کرام کو کچن کا تعارف کروایا۔ کچن کے نچلے حصہ میں کھانا پکانے اور برتن دھونے کے لئے الگ الگ جگہیں ہیں۔ یہاں چند کمرے ہیں جن کو سٹورز کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ ہفتہ وار شاپنگ اور ماہانہ شاپنگ کی تمام اشیاء ان سٹورز میں رکھی جاتی ہیں۔ ایک سٹور میں دو ماہ کے لئے اشیاء خورد ونوش کا سٹاک رکھا جاتا ہے۔ کچن کی اوپر والی منزل پر Serving room اور وسیع وعریض ڈائننگ ہال موجود ہے۔ مکرم امیر صاحب اور جملہ مہمانوں کو کچن کی ان سب جگہوں پر لے جا کر تعارف کروایا گیا۔

اس موقع پر کچن کی میٹرن نے ایک کیک تیار کیا جو مکرم امیر صاحب اور شاملین افتتاح میں تقسیم کیا گیا۔

نوتعمیر شدہ کچن کے افتتاح کے بعد کانووکیشن کی تقریب کا آغاز ہوا۔

تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ عزیزم حمید تقی نے کی ان کا تعلق مڈگاسکر سے ہے اور پھر گھانا سے تعلق رکھنے والے طالب علم عزیزم یوسف اوسئی نور الدین نے ترنم کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اردو کلام ’’ہے شکر رب عزوجل‘‘ پیش کیا۔ بعد ازاں نقیب اعلیٰ نے رپورٹ پیش کی اور پھر مکرم فہیم حمد خادم صاحب پرنسپل جامعۃ المبشرین گھانا نے جامعہ کی مساعی پر مشتمل سالانہ رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد ساوتومے سے تعلق رکھنے والے طلباء نے Songs of praise پیش کئے اور ان کا انگریزی ترجمہ بھی کیا۔

دوران سال مختلف علمی مقابلہ جات میں پوزیشنز حاصل کرنے والے طلباء کو مختلف مہمانان نے انعامات تقسیم کیے پھر مکرم امیر صاحب نے گروپس کے مابین ٹرافیز تقسیم کیں۔ آپ نے امسال جامعہ سے فارغ التحصیل گھانا کے 4 طلباء اور مدرسۃ الحفظ سے قران مجید حفظ کر کے فارغ ہونے والے 6 طلباء میں اسناد تقسیم کیں۔ اس کے بعد گھانا کے طلباء نے Songs of praise پیش کئے اور ان کا انگریزی ترجمہ بھی کیا۔

مکرم ومحترم امیر صاحب نے تمام طلباء کو عموماً اور پاس ہونے والے طلباء کو بالخصوص حالیہ وقت میں وقف کے تقاضوں کو نبھانے، اس میں آنے والی مشکلات اور ہمیشہ ذاتی نمونہ بہترین بنانے کے حوالہ سے نصائح کیں اور طلباء کو اپنے اساتذہ کا مکمل احترام اور اطاعت کی تلقین کی۔ اس کے بعد مدرسۃ الحفظ کے طلباء نے مل کر اردو نظم، خلیفہ کے ہم ہیں خلیفہ ہمارا، پیش کی اور اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ اور مکرم معلم عبد المجید علی صاحب استاد جامعہ نے تمام شاملین کا شکریہ ادا کیا اور کچھ ضروری اعلانات کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کروا کر اس پروگرام کا اختتام کیا۔

ان تاریخی لمحات کو محفوظ رکھنے کے لیے جامعہ کے اساتذہ، طلباء اور ورکرز نے مکرم امیر صاحب اور ان کے نائبین کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔ پھر نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں اور تمام شاملین کو ظہرانہ پیش کیا گیا۔ اس طرح

الحمد للہ جامعۃ المبشرین گھانا کی یہ سالانہ تقریب تقسیم اسناد انتہائی کامیابی کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچی۔ اس پروگرام کی تیاری کے لیے جامعہ کے طلباء اور اساتذہ نے بڑی محنت سے کام کیا اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ آمین

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فارغ التحصیل طلباء کو اسلام احمدیت کے لیے انتہائی مفید وجود بنائے اور ان کو اسلام کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے اور جامعہ کے تمام اساتذہ اور دیگر کارکنان کو بھی بہترین خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ادارہ الفضل آن لائن کی کتب

1. اسلامی اصطلاحات کا برمحل استعمال
2. ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک وشہر
3. جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار اور معیت الٰہی
4. ارشادات نور
5. کتاب تعلیم
6. ذیلی تنظیموں کا تعارف اور ان کے مقاصد
7. مجددین اسلام-تعارف و کارہائے نمایاں
8. میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا
9. جماعت احمدیہ کا نظام خلافت
10. اداریئے (بلحاظ ترتیب اشاعت) جلد اول
11. حیات نور الدینؓ
12. دعا، ربوبیت اور عبودیت کا کامل رشتہ ہے
13. اداریئے (بلحاظ ترتیب اشاعت) جلد دوم (زیر تکمیل)
14. بچوں کی تقاریر از فرخ شاد (زیر تکمیل)

یہ تمام کتب اس لنک پر پڑھی جاسکتی ہیں:

https://www.alfazlonline.org/adaraykikutub/

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 3/ نومبر 2022 ء بروز جمعرات 12بجے دوپہر اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر ایک نماز جنازہ غائب اور ایک نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم عمرو قاص صاحب ابن مکرم ظفر اقبال صاحب (لندن)

مرحوم کو چند سال سے کام کے دوران چھت سے گرنے کی وجہ سے ریڑھ کی ہڈی میں تکلیف تھی۔ علاج جاری تھا مگر جانبر نہ ہوسکے اور 23 /اکتوبر 2022ء کو 32سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم 2007ء میں یوکے آئے تھے۔ بہت محنتی، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ مکرم قاسم محمود صاحب (نائب ریجنل قائد) کے بھائی اور مکرم بشیر بابر صاحب (کارکن شعبہ ضیافت) کے بھانجے تھے۔

نماز جنازہ غائب

مکرمہ بگاں بی صاحبہ اہلیہ مکرم بدر دین صاحب (کوٹلی آزاد کشمیر)

12/ مئی 2022ء کو 95سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ مرحومہ نے میاں کی وفات کے بعد بچوں کی پرورش کی۔ انہیں پڑھایا لکھایا اور اس قابل بنایا کہ معاشرے کے اچھے فرد بن سکیں۔ آپ کی تربیت کا خاص پہلو اپنی اولاد کو جماعت اور خلافت سے وابستہ رکھنا تھا۔ زندگی میں بے شمار مخالفتوں، تنگیوں، تکلیفوں کو دیکھا اور انتہائی غربت میں گزارا کیا۔ مرحومہ نے صدر لجنہ ہیلاں ضلع کوٹلی آزاد کشمیر کے طور پر لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ جماعتی عہدیداران، مرکزی نمائندگان، مربیان اور معلمین کا بہت احترام کرتی تھیں اور اہم امور میں ان سے مشورہ لیتی تھیں۔ نظام جماعت کے لئے بہت غیرت رکھتی تھیں۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند اور باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والی ایک نیک خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ بے انتہا عقیدت کا تعلق تھا۔ آپ کو حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں سات بیٹے اور تین بیٹیاں اور بہت سے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

ادارہ الفضل آن لائن مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کرتا ہے۔

رپورٹ: فہیم احمد لکھن۔ مربی سلسلہ کسومو، کینیا

فرینڈز تھیالوجیکل کالج کسومو کے طلباء اور اساتذہ کی احمدیہ مشن ہاؤس کسومو آمد

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کینیا میں مذہبی آزادی ہے اور تمام مذاہب اور مکاتیب فکر کے لوگ باہم مل کر پر امن زندگی گزار رہے ہیں صرف یہی نہیں بلکہ سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیز کے طلباء و طالبات مطالعاتی دوروں کے سلسلے میں مساجد، گرجوں، مندروں اور گردواروں میں بھی آتے رہتے ہیں اور تحقیق وسوالات کے ذریعے مختلف مذاہب سے متعلق اپنی معلومات میں اضافہ کر کے اپنی علمی تشنگی کا مداوا کرتے ہیں۔ 5/ اکتوبر 2022ء بروز بدھ فرینڈز تھیالوجیکل کالج (جو سینٹ پاؤل یونیورسٹی کسوموسے منسلک ہے) سے 14 افراد پر مشتمل ایک گروپ جس میں کالج کے طلباء و اساتذہ شامل تھے مطالعاتی دورے پر احمدیہ مسلم مشن ہاؤس آیا۔ اس گروپ کو مکرم مولانا فہیم احمد صاحب لکھن انچارج مشن ہذا کی قیادت میں احباب جماعت نے خوش آمدید کہا۔ استقبال اور مہمان نوازی کے بعد تلاوت قرآن کریم سے پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا، جس کے بعد مہمانوں اور میزبانوں کا باہمی تعارف ہوا بعد ازاں مکرم فہیم احمد لکھن صاحب نے جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف اور عقائد بیان کیئے اور مہمانوں کو سوالات کی دعوت دی اور بفضل خدا نہایت ہی پر امن ماحول میں ایک گھنٹے تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ زیادہ تر سوالات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات پھر آپ کے سفر کشمیر اور سلمان رشدی کی کتاب اور اس سے متعلق جماعت احمدیہ کے ردعمل پر تھے جن کے کافی و شافی جوابات دیئے گئے۔ اس کے بعد مہمانانِ کرام بک سٹال پر تشریف لے گئے جہاں رکھی مختلف کتب کا تعارف کرایا گیا یہاں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ’’مسیح ہندوستان میں‘‘ مہمانوں کی توجہ کا مرکز رہی۔ کچھ طلباء نے یہ کتاب اور دیگر جماعتی کتب بھی خریدیں۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ عالمگیر کی متنوع خدمات اور تبلیغی مساعی پر مشتمل ایک وڈیو دکھائی گئی۔ مسجد اور نماز سے متعلق تفصیلات سے آگاہی کے لئے مہمانانِ کرام کو پہلے وضو سے متعلق بتایا گیا پھر سب کو مسجد کے اندر لے جاکر آذان و نماز اور آداب مسجد سے آگاہ کیا گیا۔ جس پر تمام مہمانان نے بہت خوشی کو اظہار کیا اور خاص طور پر وفد کے انچارج ڈاکٹر (Moses) موزِز صاحب نے جماعت کی طرف سے پر جوش خیر مقدم، مہمان نوازی اور علمی معاونت پر مکرم مولانا فہیم احمد صاحب لکھن مبلغ سلسلہ، کسوموریجن اور احبابِ جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ اور جماعت کی طرف سے بھی ان کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کرنے کے علاوہ مستقبل میں بھی ہر طرح کے تعاون کی پیشکش کی اور اس طرح یہ مختصر مگر دلچسپ پروگرام بفضل للہ تعالیٰ بخیروخوبی اختتام پزیر ہوا۔ الحمد للہ علی ذلك

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Android App on Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

کتاب ہومیوپیتھی علاج بالمثل
ازحضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے پیش کردہ روزمرہ کام آنے والے مجرب نسخے

قسط 1

- وہ بچے جو کمرہ امتحان میں جا کر سب کچھ بھول جاتے ہیں یا کنفیوز Confuse ہو جاتے ہیں۔ انہیں ایتھوزا Aethusa 200 استعمال کرنی چاہیے۔
- جن طالب علموں کو امتحان کا خوف ہو تو انہیں ارجنٹم نائیٹریکم Argentum Nitricum اور ایتھوزا Aethusa 200 ملا کر استعمال کرنی چاہیئے۔
- جن میں خود اعتمادی کی کمی ہو یا پبلک میں تقریر کرنے کا خوف ہو انہیں لائیکوپوڈیم lycopodium200 استعمال کرنی چاہیئے۔
- اگر امتحان میں فیل ہونے کا خوف ہو تو کالی فاس Kali Phos اور سلیشیا Silicea 6x x6 ملا کر استعمال کریں۔
- جو بچے بہت زیادہ توجہ چاہتے ہوں انہیں پلسٹیلا Pulsatilla 30+ فاسفورس Phosphorus 30 استعمال کروائیں۔
- جو بچے سکول جانے سے خوفزدہ ہوں انہیں فاسفورس Phosphorus + ایکونائٹ Aconite + اوپیم Opium استعمال کرانی چاہئیں۔
- جو بچے باربار رونے کا بہانہ بناتے ہوں انہیں سٹیفی سیگریا Staphysagria استعمال کرائیں۔
- جو بچے ضدی ہوں ان کے لئے کیمومیلا Chemomilla1000 مجرب نسخہ ہے۔
- جو بچے اکیلے رہنے سے ڈرتے ہوں انہیں فاسفورس Phosphorus 30 استعمال کرنی چاہیئے۔
- جو بچے رات کو ڈر کر اُٹھ جائیں ان کو آرسینک Arsenic + اوپیم Opium+ ایکونائٹ Aconite 30 ملا کر دیں۔ اللہ کے فضل سے عموماً فائدہ دیتی ہیں۔
- حادثہ کے نتیجہ میں اگر دماغ پر چوٹ آجائے تو آرنیکا Arnica + نیٹرم سلف Natrum Sulph1000 دینے سے اکثر فائدہ ہوتا ہے۔
- اگر دماغ کا کچھ حصّہ ماؤف ہو جائے تو اوپیم Opium1000 یا اس سے بھی اونچی طاقت کی ایک خوراک فوراً دیں۔
- چوٹ کے بداثرات باقی رہ جائیں تو ہیلی بورس نائیگر Helleborus Niger استعمال کروائیں۔
- بے ہوش کرنے والی دواؤں کے استعمال کے بعد جب مریض کو ہوش آنے پر متلی شروع ہو جائیں تو آرم میٹ Arum Met 200 فائدہ مند ہے۔ فاسفورس بھی زیرِ نظر رہے۔

(ہومیوپیتھی علاج بالمثل صفحہ 867-868)

فقہی کارنر

مسجد کی اہمیت، ضرورت اور کیفیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہیئے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔ محض لِلّٰہ اُسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو۔ تب خدا برکت دے گا۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ مسجد مرصع اور پکی عمارت ہو۔ بلکہ صرف زمین روک لینی چاہئے اور وہاں مسجد کی حد بندی کر دینی چاہئے اور بانس وغیرہ کا کوئی چھپر وغیرہ ڈال دو کہ بارش وغیرہ سے آرام ہو۔ خدا تعالیٰ تکلفات کو پسند نہیں کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد چند کھجوروں کی شاخوں کی تھی اور اسی طرح چلی آئی پھر حضرت عثمانؓ نے اس لئے کہ ان کو عمارت کا شوق تھا اپنے زمانہ میں اسے پختہ بنوایا۔ مجھے خیال آیا کرتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ اور عثمانؓ کا قافیہ خوب ملتا ہے۔ شاید اسی مناسبت سے ان باتوں کا شوق تھا۔ غرضیکہ جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہئے۔ جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے اور جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ سب مل کر اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کیا کریں۔ جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے اور یہ وقت ہے کہ اس وقت اتحاد اور اتفاق کو بہت ترقی دینی چاہئے اور ادنیٰ ادنیٰ سی باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہئے جو کہ پھوٹ کا باعث ہوتی ہیں۔

(البدر 24/ اگست 1904ء صفحہ 8)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

غیض وغضب

جوش و جذبے کو کئی لوگ غصہ سمجھ لیتے ہیں جو سراسر غلط فہمی ہے یہ دونوں بالکل الگ چیزیں ہیں۔ غصہ دل دماغ پر چھا کر انہیں قابو کر لینے کی بے پناہ طاقت رکھتا ہے اسی لئے فرمایا گیا کہ پہلوان وہ نہیں جو میدان میں مدمقابل پر قابو پالے بلکہ پہلوان وہ ہوتا ہے جو غصّے میں خود پر قابو پالے۔ اس لئے ضروری ہے کہ غصّے کی اس بے پناہ توانائی کو سنبھال کر درست انداز میں اس کا استعمال سیکھ لیا جائے۔ حضرت عمر فاروقؓ سے جب کسی نے پوچھا کہ آپ تو بہت جوشیلے اور غصہ والے ہوا کرتے تھے پھر خلافت کے بعد کیسے اس کا انتظام کیا تو حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ میں اب بھی ویسا ہی ہوں مگر اب غصہ میرے زیادہ قابو میں رہتا ہے نہ کہ میں اس کے قابو میں رہوں۔

مرسلہ: کاشف احمد

16/نومبر 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:13	17:38
مدینہ منورہ 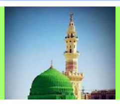	05:17	17:35
قادیان	05:33	17:29
ربوہ	05:13	17:09
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:52	16:14